﴿ٱلنَّبِيُّ أَوۡلَىٰ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ مِنۡ أَنفُسِهِمۡۖ وَأَزۡوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَٰتُهُمۡۗ﴾

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

تالیف:

ابو زہراء نجفی

﴿ٱلنَّبِيُّ أَوۡلَىٰ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ مِنۡ أَنفُسِهِمۡۖ وَأَزۡوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَٰتُهُمۡۗ﴾

امہات المؤمنین رضي الله عنهن

مؤلف

ابو زہراء نجفی

maablib.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

يَا عُدَّتِي عِنْدَ كُرْبَتِي يَا غِيَاثِي عِنْدَ شِدَّتِي يَا وَلِيِّي فِي نِعْمَتِي يَا مُنْجِحِي فِي حَاجَتِي يَا مَفْزَعِي فِي وَرْطَتِي يَا مُنْقِذِي مِنْ هَلَكَتِي يَا كَالِئِي فِي وَحْدَتِي اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَ يَسِّرْ لِي أَمْرِي وَ اجْمَعْ لِي شَمْلِي وَ أَنْجِحْ لِي طَلِبَتِي وَ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي وَ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي وَ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً وَ مَخْرَجاً وَ لَا تُفَرِّقْ بَيْنِي وَ بَيْنَ الْعَافِيَةِ أَبَداً مَا أَبْقَيْتَنِي وَ فِي الْآخِرَةِ إِذَا تَوَفَّيْتَنِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

مشخصات کتاب

کتاب امہات المومنین رضی اللہ عنھن

تالیف ابوزہراء نجفی

معاون ابوکساء نجفی

سن طباعت 2025

کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

maablib.org

فہرس

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
11	انتساب	1
12	مقدمہ	2
14	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں	3
16	صحابہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں سے شادی کی تمنائیں	4
17	ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط مردوں کی مائیں ہیں	5
18	جامع البیان کی عبارت	6
18	ابن ابی زمنین کی عبارت	7
19	الدر المنثور کی عبارت	8
19	طبقات ابن سعد کی عبارت	9
20	مسند احمد بن حنبل کی عبارت	10
20	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی تعداد	11
21	حسب ترتیب	12
22	جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام	13
22	شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک	14
23	شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک	15

16	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول	24
17	ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کا قول	25
18	قول فیصل	26
19	جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کا مقام و منزلت	27
20	خطبہ نکاح	28
21	عقد کی تاریخ	29
22	منفرد خصوصیات	30
23	جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے ساتھ حسد	32
24	جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام جنتی خاتون	32
25	جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی کائنات کی خواتین پر برتری	34
26	رحلت کی تاریخ	34
27	جنازہ کا بیان	35
28	عام الفیل کی وضاحت	36
29	خانہ کعبہ پر حملے کا سبب	36
30	جناب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	37
31	جناب عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا	37
32	شادی کے وقت عائشہ کی عمر	38
33	جناب عائشہ جبیر کی منکوحہ	39

34	اقوال علماء	40
35	مولانا سعید احمد اسد فیصل آبادی کا بیان	40
36	جاوید احمد غامدی کا بیان	41
37	قاضی یونس انور کا بیان	41
38	مفتی محمد حسن الیاس کا بیان	41
39	مفتی محمد حماد قریشی کا بیان	41
40	یزیدی مفتی عطاء اللہ بندیالوی کا بیان	41
41	مفتی فضل ہمدرد کا بیان	42
42	شیعہ محققین کی تحقیق	42
43	اسماء بنت ابو بکر عائشہ سے بڑی تھی	42
44	اسماء بنت ابو بکر اور متعہ	43
45	اعتراض	44
46	شبہ کا ازالہ	45
47	ابن عمر کا قول	47
48	جناب جابر انصاری رضی اللہ عنہ کا قول	47
49	جناب عائشہ کی رخصتی	48
50	جناب عائشہ کے کھلونے	50
51	جناب عائشہ کا کھیل دیکھنا	51

52	جناب عائشہ کا دوڑ میں مقابلہ	51
53	بکری کا آٹا کھانا	53
54	بکری کا صحیفہ کھانا	53
55	شیعہ کا ایمان بالقرآن	54
56	رضاعت کبیر کا بیان	55
57	جناب عائشہ کی نظر میں رضاعت کبیر	56
58	دیگر ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں رضاعت کبیر	57
59	فضائل عائشہ کا بیان	58
60	دل ٹیڑھے ہونے کا بیان	60
61	جناب عائشہ تمنا ادھوری رہ گئی	62
62	جناب عائشہ کی دیگر تمنائیں	63
63	لفظ لیت کا مفہوم	64
64	جناب ابو بکر کی آخری تمنائیں	64
65	جناب ابو بکر کی دیگر تمنائیں	65
66	جناب عمر کی تمنائیں	67
67	جناب ابو عبیدہ بن جراح کی تمنا	68
68	جناب عائشہ کی کارستانیاں	69
69	پہلی کارستانی	69

70	دوسری کارستانی	73
71	تیسری کارستانی	73
72	چوتھی کارستانی	74
73	پانچویں کارستانی	74
74	ترکہ کی تقسیمی کا بیان	76
75	جناب عائشہ کی تاریخ وفات	78
76	جناب عائشہ کا سبب وفات	78
77	جناب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	79
78	کتاب معارج النبوت کی عبارت	79
79	کتاب سیرت النبویہ کی عبارت	80
80	جناب زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	81
81	جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا	81
82	جناب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	84
83	جناب صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا	86
84	جناب جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	88
85	جناب رملہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا	88
86	جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	90
87	جناب ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	91

88	واقعہ افک کا بیان	92
89	انبیاء علیہم السلام کی بیویاں عفیفہ	94
90	آنکھوں دیکھا حال	94
91	جناب ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا	96
92	شرف زوجیت سے محروم خواتین	97
93	ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلاق کا بیان	97
94	تتمہ	98
95	حق مہر کا بیان	104
96	سنت حق مہر کا بیان	104
97	نوٹ	105
98	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد شادیوں کی حکمت عملیاں	107
99	کثرت ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے	108
100	عائشہ اور حفصہ کا قابل اعتماد ہونا	109
101	شان نزول	110
102	اعتراض مع الجواب	117
103	سورہ نور کی آیت 26 کی توضیح	118

انتساب

میں اپنی یہ مختصر سی تحریر باوفا اور باصفا ازواج رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام انتساب کرتا ہوں خدا مجھے یوم جزاء اس تحریر کے صدقے ان امہات المومنین رضی اللہ تعالی عنھن کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین

maablib.org

مُقدّمۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء و المرسلين ولاسيما سيدنا ابى القاسم محمد وعلى اهل بيته الطيبين الطاهرين والتابعين لهم باحسان من شيعتهم ومواليهم واللعنة الدائمة على اعدائهم اجمعين النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم۔

امابعد۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت رسول علیہم السلام پر درود سلام بھیجنے کے بعد اس کتاب کی غرض تالیف کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قارئین حضرات کو اس کتاب کے آغاز سے ہی اس کے موضوع سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

کافی عرصہ سے یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک عام فہم اور سلیس الفاظ میں ایسی کتاب لکھی جائے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والی تمام خواتین کی مختصر مگر جامع سوانح حیات بیان کی جائے جیسا کہ عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ (خير الكلام ما قل ودل)

مگر کچھ مصروفیات کی وجہ سے قلم زیر التوا رہا فرصت ملنے کے ساتھ ہی بندہ ناچیز کو اس موضوع کے متعلق المسمیٰ: کتاب امہات المومنین لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے جس میں اس موضوع کے متعلق پانچ اہم پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے جو انشاءاللہ قارئین کے لئے کافی بھی ہو گی وافی بھی ہو گی اور شافی بھی ہو گی۔

وہ پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

1: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج کی مختصر مگر جامع سوانح حیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

2: ازواج نبی ﷺ امت کی مائیں ہیں تو کس معنی میں مائیں ہیں اس کا مفہوم اور مطلب بھی بیان کیا گیا ہے۔

3: سنت حق مہر کی مقدار بیان کی گئی۔

4 : نبی کریم ﷺ کی کثرت ازواج کی حکمت اور سبب بیان گیا ہے۔

5: کثرت زواج نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ میری اس قلمی کاوش کو بحق محمد و آل محمد علیہم السلام اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور میرے لئے اس تحریر کو توشہ آخرت قرار دے اور ہمارے سروں پر مراجع عظام بالخصوص مجدد حوزہ علمیہ نجف اشرف آقا حافظ بشیر حسین النجفی مدظلہ العالی والوارف کا سایہ تا قیامت قائم و دائم رکھے۔

آمین یا رب العالمین

دعا گو: ابو زہراء نجفی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں سے مراد وہ خواتین ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی وجہ سے امہات المومنین کہلائیں ان کی عزت وعظمت اور تکریم کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ امہات المومنین کہلائی ہیں؛ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے روحانی اور ایمانی باپ ہیں لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں امت کی روحانی اور ایمانی مائیں ہیں اللہ تعالی ان کی عظمت اور جلالت ان الفاظ میں بیان کر رہا ہے۔

النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم.

ترجمہ: نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ پارہ 22 سورہ احزاب آیت 6

یعنی اللہ تعالی نے لفظ (ازواجه امهاتهم) استعمال کر کے انھیں امت کی مائیں کہا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو امت کی مائیں کہا گیا ہے تو پھر یہ کس معنی میں مائیں ہیں۔

کیا امت ان کی وراثت پا سکتی ہے؟

جواب نفی میں ملے گا، کیا امت کے مرد بغیر پردہ کرائے ان کے سامنے جا سکتے ہیں؟

یہاں بھی جواب نفی میں ملے گا تو پھر قران مجید انہیں کس معنی میں امت کی مائیں کہتا ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے جب شیعہ سنی کتب تفاسیر اور تاریخ کا دقت سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ امت کی مائیں فقط دو معنوں میں ہیں۔

اولا: ماں کی طرح ان کی عزت و تکریم ضروری ہے بشرطیکہ وہ لباس تقویٰ سے ملبوس اور مزین ہوں اور مطیع پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں ورنہ نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں سے ان الفاظ سے مخاطب ہو رہا ہے۔

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ أَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا۔

ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور عمل صالح بجالائے گی اسے ہم اس کا دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق مہیا کر رکھا ہے۔

سورہ احزاب آیت 31

اور دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہو رہا ہے:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ رکھتی ہو تو نرم لہجہ میں بات نہ کرنا کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔ (پارہ 22 سورہ احزاب آیت 32)

ثانیاً: جس طرح حقیقی ماں کے ساتھ عقد کرنا حرام ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے ساتھ بھی عقد کرنا حرام ہے یعنی جو خاتون ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ زوجیت میں منسلک ہو جائے کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اسے اپنی منکوحہ قرار دے چاہے وہ خاتون نبی کریم ﷺ کی طرف سے مطلقہ ہی کیوں نہ ہو اور جیسا کہ تاریخ کے صفحات پر مرقوم ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنی بعض بیویوں کو طلاق بھی دے دی تھی جن کا عنقریب ذکر آجائے گا اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے نبی کریم ﷺ کی بیویاں امت کے مردوں پر حرام موبد ہیں یعنی نہ ہی نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ان کی مطلقہ سے نکاح کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ان کی بیوہ سے نکاح کیا جا سکتا ہے اور جو ایسا فعل شنیع بجالائے وہ عقاب الٰہی کا مستحق قرار پائے گا۔

صحابہ کی نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے شادی کی تمنائیں

تاریخ میں مرقوم ہے کہ صحابہ میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کی دلی تمنا تھی کہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد ہم ان کی بیواؤں سے شادیاں کریں گے جن میں سے سرفہرست طلحہ بن عبید اللہ تیمی دیکھائی دیتا ہے۔

جیسا کہ حکم رب العزت ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْہُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْہُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْہَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِہِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا۔

ترجمہ: (اے مومنو) جب ازواج پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرنا چاہو تو پردے کے پیچھے سے سوال کیا کرو اور یہ چیز تمہارے اور ازواج کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ خدا کے رسول کو اذیت دو یا ان کے بعد کبھی بھی ان کی ازواج سے نکاح کرو یہ بات خدا کی نگاہ میں بہت بڑی چیز ہے۔ پارہ 22 سورہ احزاب آیت 53

شان نزول

مفسرین اہلسنت نے اس آیت مجیدہ کے شان نزول میں لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں پردے کا حکم دیا گیا ہے اور پردے کا حکم زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: ونزل الحجاب في أمر زينب بنت جحش فأمر الله- تعالى- المؤمنين ألا يكلموا نساء النبي إلا من وراء حجاب، فذلك قوله:(وإذا سألتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم من الريبة)(وقلوبهن) وأطهر لقلوبهن من الريبة فقال طلحة بن عبيد الله القرشي من بني تيم بن مرة: ينهانا محمد أن ندخل على بنات عمنا يعني عائشة- رضي الله عنها- وهما من بنى تيم ابن مرة، ثم قال في نفسه:والله، لئن مات محمد وأنا حي لأتزوجن عائشة فأنزل الله- تعالى- في قول طلحة بن عبيد الله وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله ولا أن تنكحوا أزواجه من بعده أبدا إن ذلكم كان عند الله عظيما- 53-

ترجمہ: پردے کا حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوا ہے اللہ تعالی نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ اے مومنو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے فقط پردے کے پیچھے سے ہی کلام کیا کرو اور ایسا کرنا تمہارے دلوں اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کو شک و ریب جیسی نحوست سے پاک کر دے گا، طلحہ بن عبید اللہ قرشی جس کا تعلق قبیلہ تیم بن مرہ سے ہے اس نے کہا کہ محمد ہمیں اپنے چچا کی بیٹی عائشہ کے پاس جانے سے منع کرتا ہے چونکہ طلحہ بن عبید اللہ اور عائشہ بنت ابو بکر یہ دونوں قبیلہ تیم بن مرہ سے تعلق رکھتے تھے اس نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم اگر محمد مر گیا اور میں اس وقت زندہ ہوا تو میں یقینا اپنے چچا کی بیٹی عائشہؓ سے شادی کروں گا تو اللہ تعالی نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس فعل شنیع سے روکنے کے لیے اس آیت کو نازل فرمایا

(وما کان لکم ان توذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ان ذلکم کان عندالله عظیما)

ترجمہ: اور تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ خدا کے رسول کو اذیت دو یا ان کے بعد کبھی بھی ان کی ازواج سے نکاح کرو یہ بات خدا کی نگاہ میں بہت بڑی چیز ہے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: تفسیر مقاتل بن سلیمان ج 3 ص 505 سورہ احزاب آیت 53

المؤلف: أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي البلخى (متوفى 150ھ)

المحقق: عبد الله محمود شحاته الناشر: دار إحياء التراث – بيروت الطبعة: الأولى - 1423 هـ

ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط مردوں کی مائیں ہیں

ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط امت کے مردوں کی مائیں ہیں امت کی عورتوں کی مائیں نہیں ہیں جیسا کہ ایک عورت نے زوجہ نبی جناب عائشہ کو ماں کہے کر پکارا تو اس نے جواب میں کہا میں تم عورتوں کی ماں نہیں ہوں بلکہ میں تمھارے مردوں کی ماں ہوں یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے ساتھ تمھارے مردوں کا ازدواجی رشتہ قائم کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی ماں کے ساتھ حرام ہے۔

اس موضوع پر قارئین کے اطمینان قلبی کے لئے چند کتب اہلسنت کی عبارات پیش خدمت ہیں۔

1: جامع البیان کی عبارت

جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے : وقوله:(وأزواجه أمهاتهم) يقول: وحرمة أزواجه حرمة أمهاتهم عليهم، في أنهن يحرم عليهن نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم

ترجمہ (وأزواجه أمهاتهم) کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی ازواج سے نکاح کرنا مومنین پر اسی طرح حرام ہے جس طرح ان کا اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب :جامع البيان عن تأويل آي القرآن المؤلف: أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (متولد 224,هـ- متوفی 310هـ)توزيع: دار التربية والتراث - مكة المكرمة

2:ابن ابی زمنین کی عبارت

النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم} تفسير مجاهد: يعني: هوأبو هم {وأزواجه أمهاتهم} أي: هن في التحريم مثل أمهاتهم يحيى: عن سفيان الثوري، عن فراس، عن الشعبي، عن مسروق، عن عائشة " أن امرأة قالت لها: يا أمه. فقالت: لست لك بأم! إنما أنا أم رجالكم۔

ترجمہ: نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے تفسیر مجاہد کے مطابق نبی کریم ﷺ اس امت کیلئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ازواج امت کی مائیں ہیں، اس سے مراد ان کو عقد زوجیت میں لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی ماں کو عقد زوجیت میں لینا حرام ہے کیونکہ وہ حرمت نکاح میں ماں کا حکم رکھتی ہیں مسروق نے بی بی عائشہ سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت نے بی بی عائشہ کو ماں کہہ کر پکارا تو جواب میں عائشہ نے اسے کہا میں تمھاری ماں نہیں ہوں بلکہ میں تمھارے مردوں کی ماں ہوں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:

تفسير القرآن العزيزج 3 ص 387 سوره احزاب آیت 6
مولف: أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن عيسى بن محمد المري، الإلبيري المعروف

بابن أبي زَمَنِين المالكي (متوفی 399ھ)
المحقق: أبو عبد الله حسين بن عكاشة - محمد بن مصطفى الكنز
الناشر: الفاروق الحديثة - مصر/ القاهرةالطبعة : الأولى، 1423 ھ 2002م

3:الدر المنثور کی عبارت

واخرج ابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في قوله {وأزواجه أمهاتهم} يقول: أمهاتهم في الحرمة لا يحل لمؤمن أن ينكح امرأة من نساء النبي ﷺ في حياته ان طلق ولا بعد موته هي حرام على كل مؤمن مثل حرمة أمه عن عائشہ ان امرأة فقالت لها يأم فقالت أنا أم رجالكم ولست أم نساءكم۔

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے قتادہ سے (ازواجہ امہاتھم) کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی کو بھی اپنی زوجیت میں لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے انہیں طلاق ملنے کے بعد یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہر مومن پر حرام ہیں ایک عورت نے زوجہ نبی عائشہ بنت ابو بکر کو ماں کہہ کے پکارا تو بی بی عائشہ نے اس عورت کے جواب میں کہا میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں تم عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج6 ص 555
تفسیر سورہ احزاب آیت 6
مولف : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (متوفی 911ھ)
الناشر: دار الفكر – بيروت۔

4:طبقات ابن سعد کی عبارت

حدثنا هشام أبو الوليد الطيالسي. حدثنا أبو عوانة عن فراس عن عامرعن مسروق أن امرأة قالت لعائشة:يا أمه. فقالت: لست بأمك. أنا ام رجالكم۔

ترجمہ: مسروق بیان کرتا ہے کہ ایک عورت نے زوجہ نبی عائشہ بنت ابو بکر سے کہا اے ماں تو عائشہ نے کہا کہ میں تمہاری ماں نہیں ہوں بلکہ میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:

کتاب: الطبقات الکبری ج 8 ص 51 فی النساء ذکر ازواج رسول اللہ
المؤلف: محمد بن سعد بن منیع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفی 230 هجری دراسة وتحقیق: محمد عبد القادر عطا۔
الناشر: دار الکتب العلمیة – بیروت الطبعة: الأولی، 1410 هـ - 1990 م

5: مسند احمد بن حنبل کی عبارت

وقالت امراة لعائشہ:یا امہ فقالت عائشہ انی لست بامکن ولکنی اختکن۔

ترجمہ: ایک عورت نے زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ بنت ابو بکر کو ماں کہہ کر پکارا تو اسے جواب میں بی بی عائشہ نے کہا میں تمہاری ماں نہیں ہوں بلکہ میں تمہاری بہن ہوں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مسند احمد بن حنبل ج 7ص 211 مصنف الامام احمد بن حنبل ابی عبداللہ الشیبانی،متوفی 341ھ ناشر دار احیاء التراث العربی

وضاحت: ان روایات اور اقوال علمائے اہلسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج فقط اس معنی میں مومنین اور امت کی مائیں ہیں کہ ان سے نکاح کرنا حرام ہے جس طرح سے اپنی حقیقی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ نکاح مرد اور عورت کے مابین قرار پاتا ہے نہ کہ عورت اور عورت کے درمیان اور اسی چیز کی طرف زوجہ نبی عائشہ نے اشارہ کیا ہے اس عورت کو جواب دیتے ہوئے جس نے آپ کو ماں کہہ کر پکارا اور بی بی نے کہا کہ میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں اور ان کے ساتھ میرا نکاح کرنا حرام ہے یہ آیت اور روایت فقط حرمت نکاح پہ دلالت کرتی ہیں نہ کسی اور چیز پر اور ازواج نبی کو حقیقی ماں کے حکم میں نہیں لایا جا سکتا کیونکہ اولاد ماں کی وراثت میں شریک ہوتی ہے اور جب کہ امت کا کوئی فرد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت میں شریک نہیں ہو سکتا اولاد کا ماں سے شریعت نے پردہ ساقط کر رکھا اور جب کہ امت کے مردوں کا ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پردہ ساقط نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی تعداد

نبی کریم ﷺ کی ازواج کی تعداد میں اہل تاریخ کے ہاں شدید اختلاف پایا گیا ہے بعض نے 11 بعض نے 13 اور بعض نے 23 تک ذکر کی ہے۔

لیکن بندہ ناچیز کو کتب احادیث و تاریخ کے تتبع سے ان خواتین کی تعداد 13 ملی ہے جنہیں باقاعدہ طور پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر ان کے زیر سایہ زندگی گزارنے کا موقع ملا ہے۔

مثلا 1: خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام۔ 2: سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔ 3: ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔ 4: عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا۔ 5: حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔ 6: ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا اور باقی مختلف قبائل سے تعلق رکھتی ہیں۔

1: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ 2: میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ 3: زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ 4: جویرہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ 5: صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا۔ 6: ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا۔ 7: ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔

حسب ترتیب: آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کو اپنے ساتھ ازدواجی رشتہ میں منسلک کیا اس کے بعد سودہ بنت زمعہ پھر عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا پھر حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا پھر زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا پھر ام سلمی بنت امیہ رضی اللہ عنہا پھر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پھر صفیہ بنت اخی بن اخطب رضی اللہ عنہا پھر رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا پھر میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا پھر جویریہ بنت حارث اور آخر میں ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا کو اپنی شریک حیات قرار دیا۔

تعارف

اب میں اپنے محترم قارئین کو ازواج نبی کریم ﷺ کا مختصر اً مگر جامع تعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

1: جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام

جناب خدیجۃ لکبریٰ علیہا السلام کے والد گرامی خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زائدہ بن اصم بن ہرم بن رواحہ لوئی ہیں جناب خدیجہ علیہا السلام ممتاز قبیلہ قریش کی عظیم خاتون ہیں جن کا سلسلہ نسب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے اس سلسلہ نسب کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے یعنی حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب اور خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجۃ الکبری علیہا السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمانی آفتاب ان کے گھر اتر آیا اور اس کا نور ان کے گھر پھیل رہا ہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی ایسا گھر نہیں جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا کے لڑکے ورقہ بن نوفل سے بیان کیا اس نے اس خواب کو یہ تعبیر دی نبی آخر زمان تم سے نکاح کریں گے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:

مدارج النبوت ج 2ص 539 تصنیف محدث عبد الحق دہلوی تاریخ وفات 1642عیسوی

شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمرمبارک

علامہ اربلی لکھتے ہیں:وتزوج خديجة وهو ابن خمس وعشرين سنة، وتوفى عمه أبو طالب وعمره ست وأربعون سنة وثمانية أشهر وأربعة وعشرين يوما۔

ترجمہ: جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کے ساتھ شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال تھی اور جب جناب ابو طالب علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 46سال 8ماہ اور 24دن تھی۔

كتاب كشف الغمہ فی معرفة الائمہ ج 1ص 16 تصنيف أبو الحسن علي بن عيسى بن أبي الفتح الإربلي من علماء القرن السابع الهجري۔

جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ 25 عام الفیل کو یعنی بعثت سے 15 سال پہلے ہوئی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:قال ابن هشام: فلما بلغ رسول الله صلى الله عليه وآله سلم خمسا وعشرين سنة تزوج خديجة بنت خويلد بن اسد۔

ترجمہ: ابن ہشام نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال کو پہنچ گئی تو انہوں نے جناب خدیجۃ علیہا السلام بنت خویلد بن اسد کے ساتھ شادی کی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:السيرة النبوية لابن هشام ج 1 ص187

حديث تزويج رسول الله صلى الله عليه واله وسلم خديجه رضى الله تعالى عنها۔

مولف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين متوفى 313 هـ

تحقيق: مصطفى السقا متوفى 1389 هـ إبراهيم الأبياري متوفى 1414 هـ عبد الحفيظ شلبي

الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

الطبعة: الثانية، 1375 هـ - 1955 م

گویا کہ شیعہ اور اہلسنت حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کے ساتھ شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال تھی۔

شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک

اہلسنت کے ہاں مشہور قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 40 سال تھی جبکہ شیعہ محققین کے تحقیق کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی کیونکہ اس محسنہ اسلام کی تاریخ تولد 567 عیسوی ہے جیسا کہ علامہ باقر شریف قرشی اس محسنہ اسلام کی تاریخ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

ولدت ام المومنين خديجه فى افضل بقعة من بقاع الارض وهى مكه المكرمه قبل عام الفيل بثلاث سنوات

ترجمہ: جناب خدیجہ علیہا السلام کی ولادت عام الفیل (570 عیسوی) ہاتھیوں والے سال سے تین سال قبل یعنی 567 عیسوی دنیا کے متبرک ترین خطہ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

کتاب ام المومنین السیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ص 15
تالیف باقر شریف قرشی تحقیق مهدی باقر قرشی
الناشر ۔مؤسسہ الامام الحسن دار الماهر الطبعہ الثانیہ ــ1438ھ 2017 ع

شیعہ و سنی دونوں مکتبہ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں (570 عیسوی) مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے۔

اس حساب سے جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے ساتھ شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال تھی اور جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی۔

ہمارے اس دعوے کو ابن عباس اور محمد بن اسحاق کی یہ روایت مزید چار چاند لگا دیتی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول

وأنبأنا هشام بن محمد بن السائب عن أبيه عن أبي صالح عن ابن عباس قال كانت خديجة يوم تزوجها رسول الله صلى الله عليه والہ وسلم ابنة ثمان وعشرين سنة ومهرها ثنتي عشرة أوقية

ترجمہ: جناب ابن عباس سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی اور حق مہر 12 اوقیہ (چاندی) تھی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاريخ مدينة دمشق المعروف بابن عساكر ج 3 ص 193 كتاب السيرة النبوية باب ذكر بنيہ وبناتہ و ازواجہ ص۔
مولف: أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي المعروف بابن عساكر (متولد 499هـ - متوفى 571هـ دراسة وتحقيق: محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي
الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع عام النشر: 1415 هـ - 1995 م

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کا قول

عن محمد بن إسحاق ان أبا طالب وخديجة بنت خويلد هلكا في عام واحد وذلك قبل مهاجر النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلى المدينة بثلاث سنين ودفنت خديجة بالحجون ونزل في قبرها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان لها يوم تزوجها ثمان وعشرون سنة۔

ترجمہ: محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ جناب ابو طالب علیہ السلام اور جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام نے ایک ہی سال رحلت فرمائی یہ بات مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کی ہے جناب خدیجہ علیہا السلام کو حجون نامی قبرستان میں دفن کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مستدرک علی الصحیحین ج 3ص 182ذکر خدیجہ بنت خویلد۔ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري متوفى405 تحقیق اشراف:یوسف عبدالرحمن المرعشلی دار المعرفۃ بیروت ۔ لبنان

اہلسنت کے مشہور نقطہ نظر کے مطابق جناب خدیجہ علیہا السلام کی ولادت عام الفیل سے 15 سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن خمس وعشرين سنة وخديجة يومئذ بنت أربعين سنة ولدت قبل الفيل بخمس عشرة سنة۔

ترجمہ ۔شادی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال تھی اور اس وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 40 سال تھی اور جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی ولادت عام الفیل سے 15 سال قبل یعنی 555 عیسوی میں ہوئی ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الطبقات الکبری ج 1 ص 105 ذکر تزویج رسول اللہ ص خدیجہ بنت خویلد

مولف : محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفی 230ھ
دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطاالناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

اس حساب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب خدیجہ علیہا السلام کی عمر مبارک 40 سال بنتی ہے۔

نوٹ: اہل سنت کے ہاں بھی جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک کے متعلق مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

پہلا قول: حکیم بن حزام کے قول کے مطابق شادی کے وقت جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 40 سال تھی۔

دوسرا قول: ابو بکر بن عثمان کے قول کے مطابق شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 30 سال تھی۔

تیسرا قول: جناب عبد اللہ ابن عباس کے قول کے مطابق شادی کے وقت جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب تاریخ مدينة الدمشق جلد2 صفحہ194 ذکر ازواجہ
مصنف ابوالقاسم علی بن الحسن الشافعی المعروف ابن عساکر متوفی 571ھ

قول فیصل اہلسنت کے ہاں یہ نظریہ مشہور و معروف ہے جب صحابہ کرام کے اقوال میں اختلاف پایا جائے تو ابن عباس کے قول کو مقدم سمجھا جائے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: إِنْ تَعَارَضَتْ أَقْوَالُ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فَذَاكَ وَإِنَّ تَعَذَّرَ قُدِّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ ۔

ترجمہ: اگر صحابہ کے مابین ان کے اقوال میں تعارض نظر آئے تو اس صورت میں اگر اقوال میں جمع ممکن ہو تو جمع کرو اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو باقی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال پر مقدم کیا جائے ۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الإتقان في علوم القرآن ج 4 ص221 النوع الثامن والسبعون
المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي متوفى 911 هـ
المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم متوفى 1401 هـ
الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م

لہذا اس قاعدہ کلیہ کے تحت جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو مقدم سمجھتے ہوئے تسلیم کرنا پڑے گا شادی کے وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی عمر مبارک 28 سال تھی۔

جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کا مقام ومنزلت

اللہ تعالیٰ نے جہاں اس خاتون کو خاندانی عزت وعظمت سے نوازا تھا وہاں کثیر مال ودولت سے بھی نواز تھا جس کا اظہار ابن ہشام نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

قال ابن إسحاق:وكانت خديجة بنت خويلد امرأة تاجرة ذات شرف ومال تستاجر الرجال في ماله اوتضاربهم إياه، بشيء.

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا ہے خدیجہ الکبری علیہا السلام کثیر مال ودولت کی مالک تھیں جس سے خود بھی تجارت کیا کرتیں اور دوسرے لوگ بھی اس سے تجارت کیا کرتے تھے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: السيرة النبوية لابن هشام ج 1 ص 188
المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين متوفى 213 هـ
تحقيق: مصطفى السقا 1389 هـ و إبراهيم الأبياري متوفى 1414 هـ - عبد الحفيظ شلبي
الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر
الطبعة: الثانية، 1375 هـ - 1955 م

تمام قریش کے دلوں پر ان کی عظمت وجاہت کا اثر قائم تھا مورخین نے لکھا ہے کہ قریش میں سے ہر شخص ان سے نکاح کرنے کا آرزومند تھا اور اس خاتون کیلئے بڑی دولت لٹانے کے لیے تیار تھا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :وهي يومئذ أوسط قريش نسبا، وأعظمهم شرفا، وأكثرهم مالا، وكل قومها كان حريصا على نكاحها لو قدر على ذلك. قد طلبوها وبذلوا لها الأموال.

ترجمہ: اس وقت جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام قریش میں خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ شریف اور عزت کے لحاظ سے سب سے اعلی اور مال و دولت کے لحاظ سے سب سے ثروت مند تھیں اگر ممکن ہوتا تو ان کی قوم کے اکثر لوگ ان کے ساتھ شادی کے خواہشمند تھے یہ سب رشتہ طلب کر چکے تھے اور سب مال وزر بھی پیش کر چکے تھے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الطبقات الكبرى ج 1 ص 105 ذكر تزويج رسول الله خديجه الكبرى

المؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفى 230ھ دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا

الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے یہ کنواری تھیں اور ہمارے علمائے محققین کا نظریہ بھی یہی ہے۔

تجارتی مہم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمان داری اور سچائی اس قدر واضح ہوئی کہ جناب خدیجہ علیہا السلام کے دل پر اثر انداز ہوئی کہ انہوں نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک خواستگاری کرنے کے لیے پیغام بھیجا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا آخرکار خواستگاری کا معاملہ طے پا گیا اس عقد کے فرائض جناب ابو طالب علیہ السلام نے سرانجام دیئے۔

خطبہ نکاح

صیغہ عقد جاری کرنے سے پہلے جناب ابو طالب علیہ السلام نے فصیح و بلیغ انتہائی معنی خیز خطبہ پڑھا اور جس کے ذریعے چھپے ہوئے حقائق آنے والی نسلوں پر ظاہر کر دیے۔

خطبہ نکاح کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: فخطب أبو طالب فقال: الحمد لله الذي جعلنا من زرع إبراهيم وذرية إسماعيل وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس وبارك لنا في بلدنا الذي نحن به، ثم إن ابن أخي محمد بن عبد الله لا يوزن برجل من قريش إلا رجح ولا يقاس بأحد إلا عظم عنه، وإن كان في المال قل فإن المال رزق

حائل وظل زائل، وله في خديجة رغبة ولها فيه رغبة وصداق ما سألتموه عاجله من مالي، وله والله خطب عظيم ونبأ شائع۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اس بیت اللہ کے رب کے لیے ہیں جس نے ہمیں ذریت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد اسمعیل علیہ السلام سے قرار دیا اور ہمیں امن والے حرم میں اتارا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا اور ہمارے شہر کو بابرکت بنایا جس میں ہم رہ رہے ہیں پھر بیشک میرا یہ بھتیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش میں سے کوئی بھی اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کا کسی کے ساتھ قیاس کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مخلوق خدا میں سے اس کا کوئی بدیل ہے اگرچہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہیں ہے بیشک مال فنا ہونے والی چیز ہے اور ختم ہونے والا سایہ ہے اور یہ خدیجہ علیہا السلام کو پسند کرتے ہیں اور خدیجہ علیہا السلام انھیں پسند کرتی ہے ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ جناب خدیجہ علیہا السلام کی رضا کے ساتھ ان کا نکاح کر سکیں اور حق مہر میرے مال سے دیا جائے جتنا آپ چاہتے ہیں معجل یا غیر معجل، مجھے اس گھر کے رب کی قسم میرا یہ بھتیجا عظیم شان و شوکت اور لازوال دین اور کامل رائے کا مالک ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاريخ يعقوبی ج 2ص14 ذکر تزويج خديجہ بنت خويلد سلام الله عليہا مصنف:احمد بن اسحاق بن جعفر بن وهب يعقوبی متوفی 292ھ تاريخ الطبع ـــــ1425ھ

اہلسنّت حضرات کی معتبر کتاب: السيرة الحلبية (إنسان العيون في سيرة الأمين والمأمون) ج 1 ص 201

باب : تزويج صلى الله عليه وآله وسلم من خديجہ بنت خويلد سلام الله عليها
المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان حلبی متوفی 1044ھ الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الثانية – 1427ھ

عقد کی تاریخ

یہ عقد بعثت سے 15 سال قبل 9 شوال مکرم کو ہوا اور حق مہر 500 درہم جناب ابو طالب علیہ السلام نے اپنے مال سے ادا کیا۔

منفرد خصوصیات

اللہ تعالی نے اس ملیکۃ العرب خاتون کو چند ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جن میں ان کے ساتھ کوئی دوسری زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک نہیں ہے اور ان خصوصیات میں کسی بھی مکتب فکر کو کوئی اختلاف نہیں ہے یعنی سب کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔

پہلی خصوصیت: آپ سب سے پہلی خاتون ہیں جن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشتہ ازدواج قائم کیا۔(وهي أول امرأة تزوجها رسول الله)

ترجمہ۔جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام پہلی خاتون ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے اپنی زوجیت میں لائے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: طبقات ابن سعد ج 8 ص 42

دوسری خصوصیت: ان کی حیات طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری خاتون کو عقد زوجیت میں نہیں لیا یا یہ خصوصیت جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کو حاصل تھی کہ ان کی حیات طیبہ میں مولا امیر المومنین علیہ السلام نے کسی خاتون کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم نہیں کیا تھا اس کی وجہ فقط صفات کی بلندی ہو سکتی ہے جو کسی خاتون کو اس خصوصیت کا حقدار بنا دیتی اور اس سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ جس طرح خاتون جنت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو مولا امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی ازواج میں جو مرتبہ حاصل تھا وہ کسی دوسری خاتون کو حاصل نہ تھا اسی طرح جناب خدیجہ علیہا السلام کو ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منفرد مرتبہ حاصل ہو سکا وہ کسی دوسری خاتون کو حاصل نہ ہو سکا،اس خاتون نے اپنی زندگی کی 24 یا 25 شاداب بہاریں نبوت کے سائے میں گزاریں اور اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کے بطن اطہر سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو بیٹے قاسم اور عبد اللہ علیہما السلام عطا فرمائے اور جناب عبد اللہ کو طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے اور ایک بیٹی عطاء فرمائی ہے جس کا نام فاطمہ زہراء علیہا السلام ہے۔

تیسری خصوصیت: ملا معین کاشفی جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی مختلف خصوصیات کو ذکر کرتے ہوئے تیسری خصوصیت کے تحت لکھتا ہے ان کے پاس بہت سامال و دولت تھا جو کہ تمام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے صرف کیا اسی وجہ سے انھیں ازواج مطہرات پر فضیلت حاصل ہے دوسری بیویوں میں یہ خصوصیت نہیں تھی جیسا کہ علامہ فخر الدین رازی اپنی کتاب تفسیر کبیر میں اللہ تعالی کے اس قول ووجدک عائلا فاغنی کی تشریح کے ضمن میں لکھتا ہے کہ ایک روز آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے پاس غمگین حالت میں آئے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حال ہے؟

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قحط کے دن ہیں اور لوگ محتاج ہیں اگر میں ان کی امداد کرتا ہوں درویشوں اور محتاجوں پر احسان کرتا ہوں تو تیرے مال کا نقصان ہے جس کی وجہ سے حجاب ہے اگر ایثار اور سخاوت سے باز رہتا ہوں تو بعض پرسی کا گمان ہے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے قریش کو بلایا حاضرین میں سے ایک حضرت ابو بکر بھی تھے حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ اس قدر سرخ سونا لاکر باہر ڈال دیا کہ جو شخص اس ڈھیر کی دوسری طرف تھا مجھے دکھائی نہیں دیتا تھا اور پھر حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا اے گروہ قریش گواہ رہو کہ یہ مال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق اور ان کی ملکیت ہے جس کو چاہیں دیں اور جہاں چاہیں خرچ کریں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: معارج النبوت فی مدارج الفتوۃ ج 3 ص 325 مصنف ملا معین الواعظ الھروی الکاشفي
اردو مترجمین پیرزادہ اقبال احمد فاروقی : حکیم مولانا محمد اصغر فاروقی سال طباعت اردو 1981عیسوی مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام نے اپنا سب مال و دولت اسلام کی ترویج اور تبلیغ کی خاطر راہ خدا میں اس طرح سے خرچ کر ڈالا کہ کہ شعب ابی طالب علیہ السلام میں اس ملیکہ العرب خاتون کو درختوں کے پتے کھانے پڑے لیکن پھر بھی زبان پر کوئی کلمہ شکوہ جاری نہ کیا۔

جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے ساتھ حسد

جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انوکھی قسم کی محبت تھی ان کی وفات کے بعد بھی اکثر ان کو یاد کیا کرتے تھے اور ان کی سہیلیوں تک گوشت بطور ہدیہ بھیجا کرتے تھے یہ چیز جناب خدیجہ علیہا السلام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید محبت اور الفت کی دلیل ہے یعنی کبھی بھی آپ انہیں فراموش نہیں کرنا چاہتے تھے اور ہمیشہ کے لیے اپنے دل کے اندر ان کی یاد کو قائم رکھنا چاہتے تھے اس موضوع کے متعلق قارئین کی پیش خدمت دو روایتیں ہیں۔

روایت 1: عن عائشة قالت: ما غرت على أحد من نساء النبي صلى الله عليه وسلم ما غرت على خديجة وما رأيتها ولكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضاء ثم يبعثها في صدائق خديجة فيقول: «إنها كانت وكانت وكان لي منها ولد» . متفق عليه

ترجمہ: بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے جتنا حسد جناب خدیجہ علیہا السلام پر کیا ہے اتنا کسی پر نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کو یاد کرتے رہتے تھے اور جب کبھی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے حصے بنا کر خدیجہ علیہا السلام کی سہیلیوں تک پہنچاتے اور کہتے کہ یہ فلاں کا حصہ ہے یہ پھر جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی مختلف صفات حسنہ بیان اور پھر فرماتے کہ اللہ تعالی نے اس سے مجھے اولاد عطا کی ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مشكاة المصابيح- ج 3ص 1743 باب مناقب ازواج رسول الفصل الاول حديث 6186
المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي متوفى 502 ھ
المحقق: محمد ناصر الدين الألباني
الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة۔

روایت 2: وروى علي بن المديني قال أخبرني حماد بن أسامة عن مجالد عن عامر الشعبي عن مسروق عن عائشة قالت ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خديجة ذات يوم فتناولتها فقلت عجوز كذا وكذا قد أبدلك الله بها خيرا منها قال ما أبدلني الله خيرا منها لقد آمنت بي حين كفر بي الناس وصدقتني حين كذبني الناس وأشركتني في مالها حين حرمني الناس ورزقني الله ولدها۔

ترجمہ۔بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کو یاد کر رہے تھے تو میں نے کہا وہ بوڑھی ایسی ایسی ہے اللہ تعالی نے اس سے بہتر آپ کو بیوی عطا کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اللہ تعالی نے اس سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں دی وہ مجھ پر اس وقت ایمان لے آئی جب لوگ میراانکار کر رہے تھے اختیار کر رہے تھے اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس نے مجھے اس وقت مال عطا کیا جب لوگ مجھے مال سے محروم کر رہے تھے اللہ تعالی نے مجھے اس کے بطن سے اولاد جیسی نعمت عطا فرمائی ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الاستيعاب في معرفة الأصحاب باب الخاء

خديجه بنت خويلد رقم الحديث 3311 ج 4ص 1824

المؤلف: أبو عمر، يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر متوفی 563 هـ المحقق: علي محمد البجاوي [متوفی 1399 هـ

الناشر: مكتبة نهضة مصر بالقاهرة، 1380 هـ - 1960 م

جناب خدیجه الکبری علیہا السلام کا جنت میں گھر

اللہ تعالیٰ نے جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کے جنتی ہونے کی خبر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے حبیب تک پہنچائی اور بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رفیقہ حیات کیلئے جنت میں موتیوں سے بنا ہوا ایک ایسا گھر تعمیر کیا گیا ہے جس میں نہ تو شور و غل ہو گا اور نہ ہی تھکن ہو گی۔

روایت ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا محمد بن فضيل، عن عمارة، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة قال: «أتى جبريل النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال: يا رسول الله، هذه خديجة قد أتت، معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ من ربها ومني، وبشرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب.

ترجمہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان کو خبر دی ابھی ابھی جناب خدیجہ علیہا السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسا برتن لا رہی ہیں جس میں سالن روٹی اور پانی

ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اپنے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دینا اور انھیں بشارت دینا کہ تیرا گھر جنتی درخت کی شاخوں سے بنا ہوا ہے جس میں نہ تو شور و غل ہو گا اور نہ ہی تھکن ہو گی۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب:صحیح البخاری ج 5ص 39کتاب : مناقب الانصار باب تزویج النبی خدیجہ رقم الحدیث 3820
مولف: أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري الجعفي۔ متوفی 256 ھ تحقيق: جماعة من العلماء

جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی کائنات کی خواتین پربرتری

اللہ تعالیٰ نے جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کا شمار ان خواتین میں کر رکھا ہے جنہیں کائنات کی خواتین پر سرداری اور برتری حاصل ہے۔

روایت ملاحظہ فرمائیں:عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون-

ترجمہ:انس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مریم بنت عمران؛خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد علیہا السلام اور آسیہ زوجہ فرعون کو دنیا کی تمام عورتوں پر برتری اور سرداری حاصل ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مشکاۃ المصابیح ج 3ص 1745 باب مناقب ازواج رسول اللہ ص
المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي متوفی 502ھ
المحقق: محمد ناصر الدين الألباني
الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت
الطبعة: الثالثة۔

رحلت کی تاریخ

اس محسنہ رسالت نے بعثت کے دسویں سال تقریباً 65سال کی عمر مبارک میں 10 ماہ رمضان المبارک کو رحلت فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو غم والا سال قرار دیا جسے عربی میں عام الحزن کہا جاتا ہے، اور اہلسنت کے نزدیک اس محسنہ رسالت نے بعثت کے دسویں سال

تقریبا 65 سال کی عمر مبارک میں 15 شوال کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی ہے۔

ان کا مرقد مبارک مکہ مکرمہ حجون پہاڑ کے دامن میں ہے جسے معلاۃ قبرستان کہا جاتا ہے خدا اس محسنہ اسلام کی قبر مبارک پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے جس کی دولت کے صدقے اسلام پروان چڑھا اور غریب لوگ بھی دولتِ اسلام سے مالامال ہوئے۔

جنازہ کا بیان

جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی وقت رحلت تک نماز جنازہ کا حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا اس لیے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بغیر نماز جنازہ کے لحد کے سپردِ کر دیا جبکہ نماز جنازہ کا حکم یکم ہجری مدینہ منورہ میں نازل ہوا ہے۔

عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

1: اسند الواقدی عن حکیم بن حزام انها دفنت بالحجون ونزل صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حفر تها وهی ابنة خمس وستین سنة ولم تکن یومئذ الصلاة علی الجنازة۔

ترجمہ: حکیم بن حزام سے مروی ہے جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کو حجون نامی قبرستان میں دفن کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور وقت رحلت اس محسنہ کی عمر مبارک 65 سال تھی ان کی رحلت کے وقت تک نماز جنازہ کا حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: شرح المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ ج 1ص 296 ذکر الهجرة الثانیہ الی الحبشہ

تالیف :امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی المصری متوفی 1325ہجری الطبعہ الاولی بالمطبعہ الازهریہ المصریہ۔

2: لم تکن شرعت وفرضت بالمدینة في السنة الأولى من الهجرة ولم تفرض بمكة ولذلك دفنت خديجة من غير صلاة وأول من صلى عليه النبي - صلى الله عليه وآله- أسعد بن زرارة۔

ترجمہ: نماز جنازہ کی فرضیت کا حکم یکم ہجری مدینہ منورہ میں نازل ہوا مکہ میں نازل نہیں ہوا تھا اسی وجہ سے جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کو بغیر نماز جنازہ کے دفن کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اسد بن زرارہ کی (میت کو سامنے رکھ مخصوص ہیت کے تحت تکبیروں اور دعاؤں کے ساتھ) نماز جنازہ پڑھائی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب المعروف بحاشية الجمل ج 2 ص 168فصل فی الصلاة الميت
مولف: سليمان بن عمر بن منصور العجيلي الأزهري، المعروف بالجمل متوفى 1204ھ الناشر: دار الفكر

عام الفیل کی وضاحت

عربی زبان میں عام سال کو اور فیل ہاتھی کو کہا جاتا ہے یعنی ہاتھیوں والا سال اس سال یمن کے بادشاہ ابو یکسوم ابرھہ نے ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہا تو اللہ تعالی نے ابابیل پرندوں کی چونچوں میں چھوٹی چھوٹی پتھر کی کنکریاں دے کر اس کے لاؤ لشکر کو ہاتھیوں سمیت تہس نہس کر دیا۔

کعبہ پر حملے کا سبب

مؤرخین نے کعبے پر حملے کا سبب کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے جب یمن کی عنانِ حکومت ابرہ نامی بادشاہ نے سنبھالی اور اس کی یہ حکومت 40 سالوں پر محیط رہی جب اس نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کی وجہ سے لوگ دور اور نزدیک سے حجاز کے شہر مکہ کا کو اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں اسی وجہ سے مکہ شہر کو ایک خاص مقام و منزلت حاصل ہو رہی ہے اس نے یہ چیز دیکھتے ہوئے یمن کے شہر صنعاء میں ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کرانا شروع کر دیا اور حبشہ کے بادشاہ کی طرف ان الفاظ میں ایک خط تحریر کیا۔

میں ایک ایسا کلیسا بنوا رہا ہوں جس جیسا کہیں اور نہیں دیکھائی دے گا اور یہ تیار ہوتے ہی کعبہ کے زائرین کو اس کلیسا کی طرف آنے کی دعوت دوں گا آخر کار کلیسا تیار ہو گیا اور لوگوں نے اس

کلیسے کو کسی خاص احترام اور تکریم کی نگاہ سے نہ دیکھا نوبت یہاں تک آگئی کہ بنی فقیم کے ایک شخص نے ابرہ کے اس تیار کردہ کلیسے میں پیشاب کر کے اس کے تقدس اور حرمت کا جنازہ نکال دیا اور ابرہ پہلے سے ہی اس انتظار میں تھا جیسے ہی کوئی مناسب موقع ملے میں خانہ کعبہ کو گرا دوں، ابرہ نے اس چیز کو بہانہ بنا کر ایک بڑا لشکر تیار کیا، جس میں 14 ہاتھی بھی تھے۔ اور وہ اپنے فوجی لشکر اور ہاتھیوں سمیت مکہ کی طرف چل پڑا جیسے ہی اس نے خانہ مکہ کی جانب حرکت کی تو اللہ تعالی نے ابابیل پرندوں کے ذریعے اس کے لشکر کو کچل کے رکھ دیا اور وہ اپنے لاؤلشکر سمیت واصل جہنم ہو گیا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الأخبار الطوال ص 62-63
ذكر حبشان وهدم الكعبة
المؤلف: أبو حنيفة، أحمد بن داود الدينوري (متوفى 282 هـ)
تحقيق: عبد المنعم عامر
مراجعة: الدكتور جمال الدين الشيال متوفى 1387 هـ
الناشر: وزارة الثقافة والإرشاد القومي - مصر الطبعة: الأولى، 1960 م
(طبع: دار إحياء الكتب العربية – (عيسى البابي الحلبي وشركاه)

2: جناب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن فھر اور اس کی والدہ شموس بنت قیس بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش ہے۔

اہل تاریخ نے ذکر کیا کہ ہے جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی وفات حسرت آیات کے بعد قبل از ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خاتون کو اپنے عقد زوجیت میں لائے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے یہ خاتون اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو کی زوجہ تھی جو کہ مسلمان تھا ان کے رشتہ دار انھیں اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ دونوں میاں اور بیوی حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کرنے والے لوگوں میں شریک ہو گئے، اس کے شوہر نے وہاں پہنچ کر عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور پھر وہ مکہ واپس لوٹتے ہی فوت

ہو گیا اور اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون سے عقد کر لیا اس کی وفات حضرت عمر کے زمانہ خلافت کے آخری حصہ میں ہوئی اور اس کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو طلاق دے دی تھی پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگی اور بہت منت سماجت کی جس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف رجوع فرمالیا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:طبقات الکبری جلد8ص53 ذکر ازواج رسول الله

3: جناب عائشه بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

عائشہ کے والد عتیق بن عثمان بن عامر لوی تیمی ہے جو عام طور ابو بکر بن ابو قحافہ کے نام سے معروف ہے اوراس کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر کنانیہ ہے۔

لفظ ابو بکر کی وجہ تسمیہ: اہلسنت عالم دین محمد احمد پانی پتی لفظ ابو بکر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتا ہے لفظ بکر عربی میں جوان اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ انہیں اونٹوں کی غورو پرداخت سے بہت دلچسپی تھی اور ان کے علاج معالجے میں بہت واقفیت رکھتے تھے اس لیے لوگوں نے انہیں ابو بکر یعنی اونٹوں کا باپ کہنا شروع کر دیا جس کے معنی ہیں اونٹوں کا باپ۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: حضرت ابوبکر ص 40 (لقب اور کنیت) تالیف محمد حسین ہیکل مصری مورخ حاشیہ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی

شادی کے وقت عائشه کی عمر

اکثر محدثین اور مورخین اہلسنت نے اپنی اپنی کتب میں یہ نقل کر رکھا ہے کہ قبل از ہجرت جناب عائشہ کا نکاح 6 یا 7 سال کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی 2 ہجری 9 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

جیسا کہ ابن حجر عسقلانی لکھتا ہے:

الصحيح أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم تزوجها وهي بنت ست، وقيل سبع، ويجمع بأنها كانت أكملت السادسة ودخلت في السابعة،

ودخل بها وهي بنت تسع-

ترجمہ: صحیح قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت جناب عائشہ کی عمر 6 سال تھی دوسرے قول کے مطابق عمر 7 سال تھی اس بات میں جمع اس طرح ہو سکتی ہے کہ چھٹا سال مکمل ہو چکا تھا اور ساتویں سال کی ابتدا تھی اور 9 سال کی عمر میں شب زفاف منائی گئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الإصابة في تمييز الصحابة ج 8 ص 232 ذكر عائشه بنت ابى بكر

مولف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني متوفى 852ھ

تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض

الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى - 1415 ھ

جناب عائشه جبیر کی منکوحه

محدثین اہلسنت نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتب میں نقل کر رکھا ہے کہ جناب عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے جبیر بن مطعم بن عدی کی منکوحہ تھی اور اس کی طرف سے طلاق ملنے کے بعد اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں دیا گیا، روایت ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا عبد الله بن نمير عن الأجلح عن عبد الله بن أبي مليكة قال: خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم- عائشة إلى أبي بكر الصديق فقال: يا رسول الله إني كنت أعطيتها مطعما لابنه جبير فدعني حتى أسلها منهم. فاستسلها منهم فطلقها فتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم-

ترجمہ: عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے حضرت عائشہ کے رشتہ کی خواستگاری کی تو ابو بکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی بیٹی مطعم بن عدی کے بیٹے جبیر کو دے رکھی ہے آپ مجھے مہلت دیں میں ان سے بات کرتا ہوں پس ابو بکر نے ان سے بات کی تو وہ مان گئے پس جبیر نے طلاق دے دی پھر

اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں دیا گیا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الطبقات الكبرى ج 8 ص 47 ذكر ازواج رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
المؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد، متوفى 230 هـ دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا
الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

اس روایت سے دو باتیں اخذ ہو رہی ہیں۔

پہلی بات: ام المومنین عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے جبیر بن مطعم کی منکوحہ تھی اور اس کی طرف سے طلاق ملنے کے بعد اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں دیا گیا۔

دوسری بات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقد کے وقت اس کی عمر چھ یا سات نہیں تھی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ حضرت ابو بکر کو کوئی ایسی مجبوری لاحق نہیں تھی کہ جس کی وجہ سے اس نے چھ سال کی بچی کو جبیر بن مطعم کے عقد میں دے دیا ہو عقل اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اقوال علماء

بعض اہل سنت علماء معاصرین کا نظریہ بھی یہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت بی بی عائشہ کی عمر 16 یا 17, سال تھی۔

مولانا سعیداحمد اسد فیصل آبادی کا بیان

یہ مولانا صاحب اپنے ویڈیو بیان میں شادی کے وقت جناب عائشہ کی عمر پر روایتا اور درایتا گفتگو کرتے ہوئے کہتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت بی بی عائشہ کی عمر 17 سال تھی ویڈیو لنک ملاحظہ فرمائیں:

https://youtu.be/ecs6eejme6c?si=nW6oacPmGd99mT2r

جاویداحمدغامدی کا بیان

یہ اہلسنت سکالر کہتا ہے کہ عقد کے وقت جناب عائشہ کی عمر جو 6 یا 7 سال بتائی جاتی ہے یہ جھوٹ ہے عقل اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے صحیح قول یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقد کے وقت جناب عائشہ کی عمر 16 اور 19 سال کے درمیان تھی اور رخصتی کچھ عرصہ بعد میں ہوئی تھی۔

نیچے دیے گئے ویڈیو لنک کے ذریعے اس گفتگو کو سرچ کیا جاسکتا ہے۔

https://youtu.be/JoJHZKSwIdw?si=n10fXuc0lcHh18ZT

قاضی یونس انور کا بیان

یہ اہلسنت سکالر کہتا ہے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت جناب عائشہ کی عمر 16 سال تھی، ان کی یہ گفتگو نیچے دیئے گئے ویڈیو لنک کے ذریعے سرچ کر سکتے ہیں۔

_https://youtu.be/J8erdHs3rKM?si=okEnp4tPcscpboe

مفتی محمدحسن الیاس کا بیان

یہ اہل سنت سکالر کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت بی بی عائشہ کی عمر 17 سال تھی رخصتی کے وقت عمر 19 سال تھی۔

نیچے دیئے گئے ویڈیو لنک کے ذریعے اس کی گفتگو کو سرچ کیا جاسکتا ہے۔

https://youtu.be/d9woLNEyHaM?si=QXVTf-OEOGUhOIey

مفتی محمدحماد قریشی کا بیان

یہ اہل سنت مفتی کہتا ہے کہ بوقت رخصتی بی بی عائشہ کی عمر 19 سال تھی۔ ویڈیو لنک کے ذریعے اس کی گفتگو کو سرچ کیا جاسکتا ہے۔

https://youtu.be/lugfV_CMmC0?si=qerh1_beRCAB2g75

یزیدی مفتی عطاء الله بندیالوی کا بیان

یہ ناصبی اور خارجی الفکر مولوی کہتا ہے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت جناب عائشہ کی عمر

17 سال تھی اس مولوی کی گفتگو کو نیچے دیئے گئے ویڈیو لنک کے ذریعے سرچ کیا جا سکتا ہے۔

https://youtu.be/vNjhdk_-YPU?si=JY_OtXTJqhWy7VQx

مفتی فضل ہمدرد کا بیان

یہ اہل سنت مذہبی سکالر کہتا ہے کہ تحقیقی قول یہ ہے کہ نکاح کے وقت عائشہ کی عمر 16 اور 17 کے درمیان تھی جبکہ رخصتی کے وقت عمر 19 یا 20 سال تھی اس کی گفتگو کو نیچے دیئے گئے ویڈیو لنک کے ذریعے سرچ کیا جا سکتا ہے۔

https://youtu.be/D8Scub4SZGQ?si=SZVYO-TSAxJn7KmC

شیعہ محققین کی تحقیق

ہمارے علمائے محققین کی تحقیق کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقد کے وقت حضرت عائشہ کی عمر 17 یا 18 سال کے لگ بھگ تھی اور مدینہ منورہ میں رخصتی 20 سال کی عمر میں ہوئی تھی جیسا کہ جعفر مرتضی العاملی عقد کے وقت عائشہ کی عمر پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

فإن عمرها حين العقد عليها كان 17 سنة، وحين الهجرة 20 سنة۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقد کے وقت جناب عائشہ کی عمر 17 سال تھی اور ہجرت کے وقت عمر 20 سال تھی۔

كتاب سيرتِ النبی اعظم ج 3ص 285
مولف السيد جعفر مرتضى العاملی متوفی 26 اکتوبر 2019
الطبعہ الرابعہ سنہ الطبع 1415ھ --1995م

اسماء بنت ابوبکر عائشہ سے بڑی تھی

:اسماء بنت ابو بکر ہجرت سے 27 سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئی اور 100 سال کی عمر پائی اور 73 ہجری میں وفات پائی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: أسماء بنت أبي بكر ، ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة، و أسلمت بعد سبعة عشر إنسانا۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابو بکر ہجرت سے 27 سال قبل (مکہ مکرمہ) میں پیدا ہوئی اور 17

لوگوں کے بعد مسلمان ہوئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبرکتاب: عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج 2ص 93
رقم الحديث 86 كتاب العلم باب من اجاب الفتيا باشارة اليد والراس
المؤلف: بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العينى متوفى 855 هـ

اسماء بنت ابو بکر جناب عائشہ سے عمر کے لحاظ سے 10سال بڑی تھی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: وكانت أسن من عائشة ببضع عشرة سنة هاجرت حاملا بعبد الله.

ترجمہ: جناب اسماء اپنی بہن عائشہ سے عمر کے لحاظ سے 10 سال بڑی تھی اور وہ ہجرت کے وقت عبد اللہ کو شکم میں اٹھائے ہوئے تھی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب : سير أعلام النبلاء ج 2ص 288 ذكر اسماء بنت ابى بكر
المؤلف: شمس الدين، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي متوفى 848 هـ
تحقيق: حسين أسد - شعيب الأرنؤوط

اس حساب سے جناب عائشہ بعثت سے 5 سال قبل 605 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئی نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت عائشہ کی عمر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عائشہ کی بڑی بہن اسماء بنت ابو بکر ان سے سن کے لحاظ سے 10 برس بڑی تھیں جبکہ بعثت کے تیر ہویں سال یعنی ہجرت کے وقت جناب اسما کی عمر 27 سال تھی جب 27 میں سے 10 کو مائنس کریں تو باقی بچتے ہیں 17 سال اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ شادی کے وقت بی بی عائشہ کی عمر 17 سال تھی نہ کہ 6/7 سال۔

جناب اسماءبنت ابوبکراور متعه

اسماء بنت ابو بکر متعہ کروایا کرتی تھی۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں :حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ ، قَالَ:«دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: مسلم قری نے کہاہے ہم اسماء بنت ابو بکر کے پاس گئے ان سے عورتوں کے ساتھ متعہ کے متعلق پوچھاتو اس نے بتایا ہم عھد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں متعہ کروایا کرتی تھیں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مسند أبي داود الطيالسي ج 3ص 208 ما روت اسماء بنت ابوبکر حدیث نمبر1742

نوٹ: یہ پیش کردہ روایت صحیح السند ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے حضرت ابو بکر کی اس دختر نے متعہ کس کے ساتھ کیا؟

جواب جب کتب تاریخ اور انساب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے خلیفہ صاحب کی اس بیٹی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی جناب صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے جناب زبیر بن عوام کے ساتھ متعہ کیا تھا جس سے عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوا۔

عبارت ملاحظہ: عيّر عبد الله بن الزبير عبد الله بن عباس بتحليله المتعة فقال له: سل أمك كيف سطعت المجامر بينها وبين أبيك. فسألها فقالت: ما ولدتك إلا في المتعة۔

ترجمہ: جناب عبد اللہ ابن عباس نکاح متعہ کی حلیت پر گفتگو کر رہے تھے اتنے میں عبد اللہ بن زبیر نے ابن عباس کی اس گفتگو پر طنز کی جسے سن کر ابن عباس نے عبد اللہ سے کہا تم جاکر اپنی ماں سے پوچھو اس نے کس قدر اپنے اور تیرے باپ کے درمیان متعہ کی انگیٹھی کو گرم کیا اس نے جاکر ماں سے پوچھا تو اس نے بتایا میں نے تجھے نکاح متعہ سے جنا ہے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء ج 2 ص 234 ومما جاء فی قلة الصداق - وکثرته المستنکف من تزویج امه جواز المتعه
المؤلف: أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى متوفى 502ھ الناشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم – بيروت الطبعة: الأولى، 1420 هـ

اعتراض: نکاح متعہ کی نسبت جو اسماء بنت ابو بکر کی طرف دی جاتی ہے یہ روافض کی اختراع کا شاہکار ہے کیونکہ حضرت ابو بکر نے اپنی اس بیٹی کی رخصتی بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے

کی تھی۔

جواب اولا: یہ بات روافض کی اختراع کا شاہکار ہر گز نہیں ہے بلکہ یہ امر حقیقت پر مبنی ہے جس کا انکار جوئے شیر لانے سے کچھ کم نہیں کیونکہ بڑے بڑے محدثین اہل سنت نے اس واقعہ کو اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور پھر اس پر کسی قسم کی جرح وقدح بھی نہیں کی ہے یہ چیز اس واقعہ کی صحت پہ دلالت کرتی ہے۔

ثانیا: ممکن ہے پہلے عبد اللہ بن زبیر کا حمل نکاح متعہ سے مستقر ہو چکا اور پھر بعد میں اس نکاح متعہ کو نکاح دائمی میں تبدیل کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے اپنی بیٹی کی رخصتی بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے کی ہو ان دو اقوال کے درمیان اس طرح کی جمع بندی میں کون سا عقلی تعذر پایا جاتا ہے؟

شبہ کا ازالہ: متعہ کی حلیت کو حرمت میں تبدیل کرنے کیلئے کبھی کہا جاتا ہے متعہ کی حرمت کا حکم غزوہ خیبر کے موقع پر نازل ہوا اور کبھی کہا جاتا ہے متعہ کی حرمت کا حکم فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوا ہے۔

عبارت ملاظہ فرمائیں: وكانت حلالا قبل يوم خيبر، ثم حرمت يوم خيبر، ثم أبيحت يوم فتح مكة ، ثم حرمت يومئذ۔

ترجمہ: فتح خیبر سے پہلے متعہ مباح تھا پھر خیبر کے دن حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے دن مباح قرار دیا گیا پھر اسی دن حرام قرار دے دیا گیا۔

شرح مسلم النووی جلد9 صفحہ 118 کتاب النکاح مصنف ابو زکریا یحیٰ بن شرف النووی متوفی 673 ھ

محض یہ ایک بغیر دلیل دعویٰ ہے کیونکہ پورے قران میں کوئی ایک ایسی آیت دکھائی نہیں دیتی جو حکم متعہ کے لیے ناسخ ہو۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ سورہ بقرہ آیت 111۔

بلکہ اس کی حقیت کچھ اس طرح سے ہے حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت کے وسط میں اللہ تعالی کی

طرف سے اس حلال کردہ عمل کو حرام قرار دے دیا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں امام قوشجی کہتا ہے: فانہ صعد المنبر :فقال ایھا الناس ثلاث کن علی عهد رسول الله وأنا أنهى عنهن وأحرمهن، وأعاقب عليهن: متعة الحج، ومتعة النساء، وحي على خير العمل.

ترجمہ: حضرت عمر نے بر سر منبر کہا زمانہ رسالت ماب ﷺ میں تین چیزیں رائج تھیں جن کے انجام دینے سے اب میں روکتا ہوں اور انہیں حرام قرار دیتا ہوں اور ان کے انجام دینے والے کو سزا دوں گا۔

1 حج تمتع 2: متعہ النسا 3: آذان میں کلمہ حی علیٰ خیر العمل

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب شرح قوشجی 333 المقصد الرابع في الامامه
تالیف علاء الدین علي بن محمد المعروف قوشجی متوفی 879 ھ تاریخ طباعت 1311 طبع قدیم المطبعہ عامریہ ترکیا۔

جناب امیر کائنات علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

قال: قال علي بن أبي طالب عليه السلام: لولا أن عمر نهى عن المتعة ما زني إلا شقي۔

ترجمہ: اگر عمر نکاح متعہ کو حرام قرار نہ دیتا تو سوائے بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا۔

کتاب بحار الانوار ج 30 ص 601 / مجلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1110 ھ

آیت متعہ منسوخ نہیں ہوئی روایت ملاحظہ فرمائیں: حدثنا محمد بن المثنى قال، حدثنا محمد بن جعفر قال، حدثنا شعبة، عن الحكم قال: سألته عن هذه الآية والمحصنات من النساء إلا ما ملكت أيمانكم" سے لیکر :فما استمْتَعتم به منهن تک سوال کیا أمنسوخة هي؟ قال:لا ۔

ترجمہ: حکم نے پوچھا کیا یہ آیت (حکم متعہ) منسوخ ہو گئی؟ مجھے جواب ملا نہیں۔

قال الحكم: وقال علي رضي الله عنه: لولا أن عمر رضي الله عنه نهى عن المتعة ما زنى إلا شقيٌّ۔

ترجمہ: اور حکم نے کہا ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اگر عمر نکاح متعہ کو حرام قرار نہ دیتا تو کوئی شخص زنا نہ کرتا سوائے بدبخت کے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: جامع البيان عن تأويل آي القرآن المعروف تفسير
الطبری ج 8 ص 178 رقم الحديث 9042- سوره نساء آيت 24
المؤلف: أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري متولد 224ھ- متوفى 310ھ

ابوعمر کا قول

ملاحظہ فرمائیں: قَالَ أَبُو عُمَرَ: لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ الْمُتْعَةَ نِكَاحٌ إِلَى أَجَلٍ لَا مِيرَاثَ فِيهِ۔

ترجمہ: ابو عمر نے کہا علمائے متقدمین اور متاخرین کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ متعہ ایک مدت کیلئے نکاح ہے البتہ اس میں زوجین ایک دوسرے کی وراثت نہیں پاتے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الجامع لأحكام القرآن ج 5 ص 132 سوره النساء آيت 24
المؤلف: أبو عبد الله، محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي
تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش
الناشر: دار الكتب المصرية - القاهرةالطبعة: الثانية، 1384 هـ - 1964 م

جناب جابر انصاری رضی اللہ عنہ کا قول

جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور ابو بکر، عمر کے زمانہ خلافت کے ابتدائی حصہ میں متعہ کیا کرتے تھے یہ قول اس بات کا ثبوت ہے کہ متعہ کو حرام قرار دینے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کی حرمت کا سہرا خلیفہ ثانی صاحب کے سر پر سجتا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: مسلم نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں متعہ کیا تھا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تفسیر مظہری ج 3 ص 19
تالیف :علامہ قاضی محمد ثنا اللہ عثمانی پانی پتی متوفی یکم رجب 1225ھ
ترجمہ و تشریح مولانا سید ,عبد الدائم الجلالی
سنہ طباعت 1999 ناشردار الاشاعت اردو بازار کراچی

نکاح متعہ کا مذاق اڑانے والے حضرات پہلے اپنے گھر کی خبر تو لیں ابو حنیفہ کے نزدیک زنا کی غرض سے کرایہ پر لی گئی عورت کے ساتھ زنا کرنے پر حد جاری نہیں ہوتی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:(قَالَ) رَجُلٌ اسْتَأْجَرَ امْرَأَةً لِيَزْنِيَ بِهَا فَزَنَى بِهَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهِمَا فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ

ترجمہ: ابو حنیفہ کے نزدیک جو شخص کسی عورت کو زنا کیلئے کرایہ پر لیتا ہے اور پھر اس کے ساتھ زنا کرتا ہے ان دونوں پر حد جاری نہیں ہوتی۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب :المبسوط ج 9 ص 58
كتاب الحدود ؛اسْتَأْجَرَ امْرَأَةً لِيَزْنِيَ بِهَا فَزَنَى بها
المؤلف: محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي متوفى 483 هـ
باشر تصحيحه: جمع من أفاضل العلماء
الناشر: مطبعة السعادة - مصر
: دار المعرفة - بيروت، لبنان

اہل سنت کے نزدیک اگر کوئی شخص کس محرم عورت (ماں، بہن، بیٹی) کو دخول کرے تو اس پر حد جاری نہیں ہوتی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْهُ فَدَخَلَ بِهَا قَالَ: لَا حَدَّ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابو نعیم کہتا ہے کہ میں نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا جو شخص اپنی محرم عورت کو دخول کرتا ہے اس پر حد جاری نہیں ہوتی۔

اہل سنت کی معتبر کتاب مشکل الآثار : ج 3 ص :149 کتا ب الحدود باب من تزوج امراۃ ابیہ او ذات محرم منہ فدخل بھا حدیث 4885
المولف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري الطحاوي الحنفي (متوفى 321 هـ)
حققه: محمد سيد جاد الحق الأزهر الشريف

جناب عائشہ کی رخصتی

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے ام المومنین بی بی عائشہ کی رخصتی کے مختصر حالات کو ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جنہیں علماء اہلسنت نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رخصتی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر (مقام سخ) تشریف لائے اور آپ کے پاس انصاری مرد اور عورتیں آکر جمع ہو گئیں میں اس وقت ایک

جھولے میں جھول رہی تھی جو دو کھجوروں کے درمیان لٹکا ہوا تھا میری والدہ نے آ کر مجھے جھولے سے اتارا چونکہ میں مدینے میں آ کر بیمار ہو گئی تھی اس لیے میرے بال الجھے ہوئے تھے جنہیں میری والدہ نے درست کیا اور مانگ چوٹی کی پھر انہوں نے میرا منہ دھلایا اس کے بعد وہ مجھے پکڑ کر چلیں اور دروازے کے پاس آ کر ٹھہر گئیں کیونکہ میرا کچھ سانس پھول گیا تھا جب میری سانس درست ہو گئی تو وہ مجھے لے کر اندر داخل ہوئیں جہاں میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر میں یعنی حجرے میں تخت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے پاس بہت سے انصاری مرد اور عورتیں جمع ہیں میری والدہ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارے گھر والے ہیں اور اللہ تعالی تمہیں ان میں خوش رکھے اور ان کو تمہارے ساتھ خوش رکھے اس وقت سب لوگ وہاں سے اٹھ کر باہر چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے مکان میں ہی میرے ساتھ خلوت فرمائی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ کے ساتھ دن کے وقت میں عروسی منائی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: ام السیر (سیرت حلبیہ علی برہان الدین حلبی اردو مع اضافات) ج دوئم نصف ص 314

مرتب و مترجم اردو مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند۔ زیر سرپرستی حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب

دارالاشاعت اردو بازار ایم جناح روڈ کراچی پاکستان طباعت 1999ء

علامہ طبری نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر میں ہی میرے ساتھ خلوت فرمائی مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ ہی میرے لیے بکری ذبح کی گئی اس وقت میری عمر نو سال تھی پھر سعد بن عبادہ کے یہاں سے حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ طبری المعروف تاریخ الامم و الملوک جلد دوم : حصہ اول ص 379- سیرت النبی-حجۃ الوداع۔

مصنف الاما ابي جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم-اے) ندوی ترتیب و تبویب بشیر حسین قریشی (ایم-اے) ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی طبع جدید اپریل 2004 عیسوی

جناب عائشہ کے کھلونے

علماء اہلسنت نے حضرت بی بی عائشہ کی صغر سنی اور نبی کریم ﷺ کی ان کے ساتھ الفت اور محبت کا گہرا رشتہ ثابت کرنے کے لیے کافی واقعات اپنی اپنی کتب میں نقل کیے ہیں مگر میں اقتصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند واقعات پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہوں مثلاً ام المومنین عائشہ کھلونوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

ایک قول یہ ہے کہ جب جناب عائشہ کی آنحضرت کے ہاں رخصتی ہوئی تو ان کے کھیل کھلونے بھی ان کے ساتھ ہی تھے۔

پہلی روایت: جناب عائشہ آنحضرت ﷺ کے پاس آکر بھی اپنی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی ان کے پاس ان کی ہم عمر بچیاں آیا کرتی تھیں سب مل کر کھلونوں سے کھیلا کرتی تھیں اکثر خود آنحضرت ﷺ ت بچیوں کو بلوا کر حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیتے تا کہ ان کے ساتھ کھیل سکیں۔

دوسری روایت: جناب عائشہ بیان کرتی ہیں ایک دن جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے تو اس وقت ہوا بہت زور سے چل رہی تھی اچانک ہوا کے جھونکے سے مکان میں ایک طرف رکھی ہوئی میری گڑیوں کے اوپر سے کپڑا سرک گیا جس سے ان گڑیوں کا حلیہ نظر آنے لگا آپ نے ان کو دیکھا اور پوچھا یہ کیا ہے؟

میں نے کہا کہ یہ میری گڑیاں ہیں پھر آپ نے دیکھا کہ ان گڑیوں کے بیچ میں ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا جس پر کپڑے کے دو پر لگے ہوئے تھے آپ نے فرمایا یہ ان گڑیوں کے بیچ میں کیا ہے؟

میں نے عرض کیا یہ گھوڑا ہے آپ نے پوچھا اس پر دو پنکھ کیسے ہیں؟

میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا سلیمان کا جو گھوڑا تھا اس کے دو پر تھے یہ سن کر آنحضرت ﷺ

ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: ام السیر (سیرت حلبیہ علی برہان الدین حلبی اردو مع اضافات) ج دوئم نصف اول ص314

مرتب ومترجم اردو مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند زیر سرپرستی حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب دارالاشاعت اردو بازار ایم جناح روڈ کراچی پاکستان طباعت 1999

جناب عائشه کا کھیل دیکھنا

جناب عائشہ بیان کرتی ہیں عید کے دن میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کے اوپر سے جھانک کر حبشیوں کا کھیل دیکھا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: عائشة قالت: جاء السودان يلعبون بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم في يوم عيد، فدعاني، فكنت أطلع إليهم من فوق عاتقه، فما زلت أنظر إليهم حتى كنت أنا التي انصرفت.

ترجمہ: جناب عائشہ بیان کرتی ہے عید کے دن حبشی آئے اور نبی ﷺ کے سامنے کھیلنے لگے، آپ نے مجھے بلایا، میں آنحضرت ﷺ کے کندھے کے اوپر سے انھیں کھیلتے دیکھنے لگی، میں دیکھتی رہی حتی کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب سنن النسائی ج 3ص 195 حدیث 1594
کتاب صلاۃ العیدین اللعب بین یدی الامام یوم العید۔ مصنف ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303 ھ
الناشر: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة
الطبعة: الأولى، 1348 هـ - 1930 م

جناب عائشه کا دوڑمیں مقابله

نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ کے درمیان محبت ؛پیار اور الفت کا گہرا رشتہ ثابت کرنے کے لیے یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور عائشہ دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ اہل سنت عالم دین علامہ حلبی کہتے ہیں کتاب امتاع میں ہے کہ اسی غزوہ کے دوران سفر میں

آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور آپ نے بھی اپنی قبا سمیٹی اور دونوں دوڑے تو آپ حضرت عائشہ سے جیت گئے پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا یہ اس دفعہ کا بدلہ ہے جب تو مجھ سے جیت گئی تھی۔

نوٹ: اس واقعے کو علماء اہلسنت نے نبی کریم ﷺ کی بے تکلفی اور مزاح کا نام دے رکھا ہے اور باقاعدہ ہیڈنگ میں لکھا ہے کہ نبی کی بے تکلفی اور مزاح اس جملے میں آنحضرت ﷺ نے ایک گزشتہ واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت ابو بکر کے مکان پر تشریف لے گئے آپ نے حضرت عائشہ کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھی آپ نے ان سے دیکھنے کو مانگی تو انہوں نے انکار کیا اور وہاں سے بھاگیں حضرت بھی ان کے ساتھ ہی ان کی طرف دوڑے مگر وہ ہاتھ نہ آئیں بالکل آگے نکل گئیں، ادھر علامہ ابن جوزی نے اپنے کلام میں حضرت عائشہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتی ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کے ساتھ سفر پر گئی اس وقت میں کم عمر اور دبلی پتلی تھی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ دوڑ لگاؤ چنانچہ سب نے دوڑ لگائی پھر آپ نے مجھ سے فرمایا آؤ ہم تم دوڑ میں مقابلہ کریں چنانچہ دوڑے تو میں آگے نکل گئی اس کے بعد کافی عرصہ گزر گیا اس دوران میں میرا بدن کچھ بھاری ہو گیا تھا پھر ایک مرتبہ میں بھی آپ کے ساتھ ایک اور سفر پر گئی اس دفعہ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا دوڑ لگاؤ چنانچہ سب نے دوڑ لگائی اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا اس دوڑ میں مقابلہ کریں چنانچہ مقابلہ ہوا اور اس دفعہ آپ جیت گئے اس وقت آپ ہنستے ہوئے فرمانے لگے یہ پچھلی دفعہ کا بدلہ ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: ام السیر (سیرت حلبیہ علی برہان الدین حلبی اردو مع اضافات) ج دوئم نصف ص 314

مرتب ومترجم اردو مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند زیر سرپرستی حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب

دارالاشاعت اردو بازار ایم جناح روڈ کراچی پاکستان طباعت 1999

نوٹ: مؤلف کہتا ہے رشدی ملعون نے کتب اہلسنت سے ایسی خرافات اور اسرائیلیات کو ایک جگہ اکٹھا کر کے رنگیلا رسول نامی کتاب لکھنے کی جرأت کی ہے اور ایسی کتابیں اسلام کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہیں۔

بکری کا آٹا کھانا

جناب عائشہ آٹا گوندھتے ہوئے سو جایا کرتی تھی اور بکری اس آٹے کو کھالیا کرتی تھی۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: فقال: أي بريرة، هل رأيت من شيء يريبك. قالت له بريرة: والذي بعثك بالحق، ما رأيت عليها أمرا قط أغمصه غير أنها جارية حديثة السن، تنام عن عجين أهلها، فتأتي الداجن فتأكله۔

ترجمہ: واقعہ افک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کنیز بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تو نے عائشہ میں کوئی عیب یا نقص دیکھا ہے اس نے کہا قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے اس نوخیز لڑکی میں سوائے اس کے کوئی عیب اور نقص نہیں دیکھا کہ وہ آٹا گوندھتے گوندھتے سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا کر چلی جاتی ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب صحیح البخاری ج 5 ص 116 کتاب المغازی باب : حدیث الافک رقم الحدیث 4141

مولف: أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري الجعفي متوفی 256ھ

تحقيق: جماعة من العلماء

الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ

بکری کا صحیفہ کھانا

بکری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے موقع پر قرآن کی چند آیات کو بھی کھالیا تھا جس کا ذکر کتب احادیث اہلسنت میں موجود ہے۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں: حدثنا أبو سلمة يحيى بن خلف قال: حدثنا عبد الأعلى، عن محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي بكر، عن عمرة، عن عائشة، وعن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه،عن عائشة، قالت:لقد نزلت آية الرجم، ورضاعة الكبير عشرا، ولقد كان في صحيفة تحت

سريري، فلما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وتشاغلنا بموته، دخل داجن فأكلها۔

ترجمہ: ام المومنین عائشہ بیان کرتی ہے کہ آیت رجم اور بڑی عمر کے آدمی کو 10 بار دودھ پلانے کی آیت اتری تھی اور یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں اور وہ میری چارپائی کے نیچے تھا اور جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ہم ان کی وفات کے غم میں نڈھال ہو گئے اور بکری آئی اور وہ صحیفہ کھا گئی۔

البانی اس حدیث کو نقل کرنے بعد کہتا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

اہل سنت کی معتبر کتاب: سنن ابن ماجه ج 1ص 625 كتاب النكاح- باب رضاع الكبير رقم الحديث 1944
المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد متوفى 273 هـ تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي متوفى 1488 هـ
الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

میرے محترم قارئین جیسا کہ آپ نے اس صحیح روایت سے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ قرآن مجید میں آیت رجم اور 10 مرتبہ بڑے آدمی کو دودھ پلانے کی آیت موجود تھی جسے رضاعت کبیر کا نام دیا گیا ہے بی بی عائشہ بیان کرتی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی تو وہ آیات کاغذ پر لکھی ہوئی میرے بستر کے نیچے پڑی تھیں ہم غم میں نڈھال ہو چکے تھے بکری آئی اور وہ آیات کھا گئی۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

خواہ مخواہ مظلوم شیعوں کو یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ شیعہ کے عقائد کے مطابق 10 پارے قرآن کے بکری کھا گئی ہے جن میں سے 30 بچے ہیں یہ روایت ہماری کسی کتاب میں ضعیف سند کے ساتھ بھی نقل نہیں ہے۔

اگر کسی محقق بقلم خود میں اتنی ہمت ہے تو اس روایت کو ہماری کتب حدیث میں سے کسی کتاب سے دکھائے اسے منہ مانگا انعام ملے گا البتہ ہمارے بعض علمائے کرام مطاعن عائشہ کے عنوان کے

تحت اس روایت کو کتب اہلسنت سے اپنی کتب میں رد علی الخصم کے طور پہ نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ کے قول اور اعتقاد کے مطابق موجودہ قرآن میں کمی واقع ہوئی ہے۔

یہ بات ذہن نشین کرلی جائے کہ قرآن مجید کے متعلق ہمارا شیعہ کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو آج سے چودہ، پندرہ سو سال پہلے جبریل امین علیہ السلام نے قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا امکان نہیں ہے جیسا کہ۔

ہمارے مشہور محدث جناب شیخ صدوق ایمان بالقرآن کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

قال الشيخ رضي الله عنه: اعتقادنا أن القرآن الذي أنزله الله تعالى على نبيه محمد صلى الله عليه وآله وسلم هو ما بين الدفتين، وهو ما في أيدي الناس، ليس بأكثر من ذلک من نسب إلينا أنا نقول انه أكثر من ذلك فهو كاذب۔

ترجمہ: قران مجید کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ وہ قرآن ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور جو دو گتوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے اس میں کسی شے کا نقص نہیں ہے اور جو ہماری طرف یہ نسبت دیتا ہے کہ شیعوں کا قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے۔

كتاب: الاعتقادات فی دين الاماميہ ص 84(باب الاعتقاد في مبلغ القرآن)
مولف: أبو جعفر محمد بن علي بن بابويه القمي المعروف الشيخ الصدوق
متوفى: 38 : تحقيق: عصام عبد السيد الطبعة: الثانية

رضاعت کبیر کا بیان

رضاعت کی دو قسمیں رضاعت صغیر اور رضاعت کبیر کسی چھوٹے بچے کا اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کے پستان سے دودھ پینا رضاعت صغیر کہلاتا ہے یہ شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کے نزدیک جائز عمل ہے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

رضاعت کبیر سے مراد یہ ہے کہ کسی نامحرم مرد کا کسی عورت کے پستان سے دودھ پینا یہ رضاعت کبیر کہلاتا ہے۔

مذہب امامیہ فقہ جعفریہ کے نزدیک اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں۔

جناب عائشه کی نظرمیں رضاعت کبیر

ام المومنین بی بی عائشہ اپنی زندگی میں 40 سال تک ایسا کرنے کا حکم صادر فرماتی رہی ہیں ہمارے اس دعوے پر اہلسنت حضرات کی کتب احادیث گواہ ہیں۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں: كانت عائشة رضي الله عنها تأمر بنات أخواتها وبنات إخوتها أن يرضعن من أحبت عائشة أن يراها ويدخل عليها، وإن كان كبيرا خمس رضعات، ثم يدخل عليها حكم الألباني صحيح

ترجمہ: ام المومنین عائشہ اپنی بہنوں اور بھائیوں کی بیٹیوں کو (بھانجیوں اور بھتیجیوں) کو حکم دیا کرتی تھی کہ جن مردوں کو وہ خود دیکھنا پسند کرتی تھی یا جو اس کے پاس آنا جانا چاہتے تھے کہ انھیں وہ دودھ پلائیں اگر وہ بڑی عمر کے ہوں تو انھیں پانچ مرتبہ پلائیں تاکہ وہ اس کے پاس آجاسکیں البانی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر صحت کا حکم لگایا ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: سنن أبي داود ج 2ص 223 كتاب النكاح- باب فيمن حرم به
المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني متوفى 275 هـ
المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد متوفى 1392 هـ
الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت۔

جناب عائشہ نے ام کلثوم سے کہا تم سالم کو 10 مرتبہ اور فاطمہ بنت عمر سے کہا تم عاصم بن سعید کو 10 مرتبہ دودھ پلاؤ تاکہ یہ لوگ میرے پاس آجاسکیں۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: حدثنا ابن علية أيوب عن نافع قال: كانت عائشة إذا أرادت أن يدخل عليها أحد أمرت به فأرضع فأمرت أم كلثوم أن ترضع سالما عشر رضعات فأرضعته ثلاث فمرضت فكان لا يدخل عليها وأمرت فاطمة بنت عمر أن ترضع عاصم بن سعيد مولى لهم فأرضعته عشر رضعات فكان يدخل عليها

ترجمہ: نافع بیان کرتا ہے جناب عائشہ جس شخص کو چاہتی تھی کہ وہ اس کے پاس آجاسکے تو وہ حکم

دیتی کہ اسے دودھ پلایا جائے اس نے ام کلثوم کو حکم دیا کہ وہ وہ سالم نامی شخص کو 10 مرتبہ دودھ پلائے پس اس نے اسے تین بار دودھ پلایا پھر وہ مریض ہوگئی جس کی وجہ سے وہ عائشہ کے پاس نہیں جاسکا اور عائشہ نے فاطمہ بنت عمر کو حکم دیا کہ وہ اپنے غلام عاصم بن سعید کو 10 مرتبہ دودھ پلائے پس اس نے اسے 10 مرتبہ دودھ پلایا پس اب وہ عائشہ کے پاس آسکتا تھا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: المصنف في الأحاديث والآثار ج 3ص 584 كتاب النكاح فى الرضاع حديث نمبر 17031
المؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي المتوفى: 235هـ
تقديم وضبط: كمال يوسف الحوت الناشر: (دار التاج - لبنان)، (مكتبة الرشد - الرياض)،(مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة الطبعة: الأولى،140هـ 1989 م

دیگرازواج نبی ﷺ کی نظرمیں رضاعت کبیر

دیگر ازواج رسول ﷺ نے عائشہ کے اس عمل کو ناپسند کرتے ہوئے اسے منع فرمایا۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں: حدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث. حدثني أبي عن جدي. حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب أنه قال: أخبرني أبو عبيدة بن عبد الله بن زمعة؛ أن أمه زينب بنت أبي سلمة أخبرته أن أمها أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم كانت تقول: أبى سائر أزواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم أن يدخلن عليهن أحدا بتلك الرضاعة.

ترجمہ: زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ زوجہ رسول خدا ﷺ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ کی باقی تمام بیویوں کو یہ بات نامنظور تھی کہ کوئی شخص اس قسم کا دودھ پی کر ان کے گھر میں داخل ہو۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: صحيح مسلم ج 2ص1078
كتاب الرضاع -باب رضاعة الكبير رقم الحديث 1454
المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري متولد 606- متوفى 661- المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي متوفى 1388 هـ

الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة
ثم صورته دار إحياء التراث العربي ببيروت، وغيرها عام النشر: 1374 هـ

فضائل عائشہ کا بیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے کتب اہل سنت میں سے چند ایسی روایات نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو جناب عائشہ کے متعلق منقول ہیں اور ان کے ذریعے جناب عائشہ کے فضل اور شرف کو ثابت کیا جاتا ہے۔

پہلی فضیلت: جناب عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت ہے جو شوربے کو دیگر کھانوں پر حاصل ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام۔

ترجمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو گوشت والے شوربے کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج 9 ص 243باب فی فضل عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنھما۔
المؤلف: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (متوفى 807 هـ) المحقق: حسام الدين القدسي الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة عام النشر: 1414 هـ، 1994 م

دوسری فضیلت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی سے پہلے جناب عائشہ کو خواب میں دیکھا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: عن عائشة «أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لها: أريتك في المنام مرتين، أرى أنك في سرقة من حرير، ويقول: هذه امرأتك، فاكشف عنها، فإذا هي أنت۔

ترجمہ: عائشہ بیان کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ میں نے تجھے عالم خواب میں دو دفعہ دیکھا ہے تو ریشم کے کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیری بیوی ہے جب میں نے کپڑا الٹ کر دیکھا تو تم تھی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: صحیح البخاری ج 5 ص 56
کتاب مناقب الانصار باب تزویج النبی عائشہ
المؤلف: أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن البخاري الجعفي متوفى 256ھ
تحقیق: جماعة من العلماء

تیسری فضیلت: جناب عائشہ مصلی پر لیٹ جایا کرتی تھی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: حدثنا إسماعيل قال: حدثني مالك، عن أبي النضر، مولى عمر بن عبيد الله، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنها قالت:كنت أنام بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورجلاي في قبلته، فإذا سجد غمزني فقبضت رجلي، فإذا قام بسطتهما،قالت: والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی زوجہ عائشہ بیان کرتی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھنے لگتے تو میں آپ کے سامنے لیٹ جاتی اور میرے پاؤں قبلہ کی طرف ہوتے جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھے انگلی سے اشارہ کرتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں اپنے پاؤں پھیلا لیتی یہ اس وقت کی بات ہے جب گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: صحیح البخاری ج 1 ص 150 رقم الحديث 375
باب: الصلاة على الفراش
مولف: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي متوفى 256ھ
المحقق: د. مصطفى ديب البغا الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) - دمشق
الطبعة: الخامسة، 1414ھ 1993م

چوتھی فضیلت: جناب عائشہ نے غسل کرکے دیکھایا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: حدثنا عبد الله بن محمد قال: حدثني عبد الصمد قال: حدثني شعبة قال: حدثني أبو بكر بن حفص قال: سمعت أبا سلمة يقول:دخلت أنا وأخو عائشة على عائشة، فسألها أخوها عن غسل النبي فدعت بإناء نحوا من صاع، فاغتسلت وأفاضت على رأسها، وبيننا وبينها حجاب۔

ترجمہ: ابو سلمہ کہتا ہے کہ میں اور عائشہ کا بھائی عائشہ کے پاس گئے اس کے بھائی نے عائشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے متعلق پوچھا پس اس نے کُر مقدار کے برابر پانی کا ایک برتن منگوایا اس نے غسل کیا اور سر پر پانی ڈالا اور ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل تھا۔

كتاب صحيح البخاری ج 1 ص 59
كتاب الغسل باب الغسل بصاع ونحوه
تاليف.أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري الجعفي متوفی 256ھ تحقيق: جماعة من العلماء
الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني

دل ٹیڑھے ہونے کا بیان

جناب عائشہ اور حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر اذیت اور تکلیف پہنچائی کہ اللہ تعالی کو کہنا پڑا کہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہنگامہ آرائی برپا کرنے میں ایک دوسری کی مدد کر رہی ہو جان لو بے شک میں اللہ میرے ملائکہ اور صالح مومنین میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں۔

آیت ملاحظہ فرمائیں: إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ مَوْلَىٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَٰلِحُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ۔

ترجمہ: اگر تم دونوں (عائشہ و حفصہ) اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ایک دوسری کی مدد کرو گی تو اللہ یقیناً اس کا سرپرست ہے اور جبرائیل اور صالح مومنین اور فرشتے اس کے بعد ان کے مددگار ہیں۔

سوره تحريم پ 28 آیت 4

یہ آیت کریمہ عائشہ اور حفصہ کی مذمت میں نازل ہوئی ہے کیونکہ ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور اس کے پاس کھانا کھانے کی وجہ سے اتنی اذیت پہنچائی کہ اللہ تعالی نے ان دونوں کی مذمّت میں سورہ تحریم نازل فرما کر ان دونوں کے دلوں کے ٹیڑھے ہونے کا اعلان کیا ہے اس بات پر اہل سنت کی کتب میں وارد شدہ احادیث گواہ

ہیں۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں : حدثنا الحميدي، حدثنا يحيى بن سعيد قال: سمعت عبيد بن حنين يقول:سمعت ابن عباس يقول:أردت أن أسأل عمر، عن المرأتين اللتين تظاهرتا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، فمكثت سنة فلم أجد له موضعا، حتى خرجت معه حاجا، فلما كنا بظهران، ذهب عمر لحاجته فقال: أدركني بالوضوء، فأدركته بالإداوة، فجعلت أسكب عليه، ورأيت موضعا، فقلت: يا أمير المؤمنين، من المرأتان اللتان تظاهرتا؟ قال ابن عباس: فما أتممت كلامي حتى قال: عائشة وحفصة۔

ترجمہ عبید بن حنین نے کہا ہے میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک سال تک انتظار کرتا رہا کہ حضرت عمر سے پوچھوں کہ وہ کون دو عورتیں ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی اور جھگڑا کیا لیکن کوئی مناسب موقع نہیں مل رہا تھا کہ میں ان سے پوچھوں ایسے ہوا کہ ایک سال میں ان کے ساتھ حج ادا کرنے کے لیے نکلا(واپسی پر) جب ہم مقام ظہران پر رکے تو حضرت عمر رفع حاجت کے لیے گئے جب وہ واپس لوٹے تو کہا میرے لیے وضو کا پانی لاؤ میں ایک برتن میں پانی لایا انہیں وضو کرانے لگا اور میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان سے پوچھ لیا وہ کون دو عورتیں ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی اور جھگڑا کیا تو یہ آیت (ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما) نازل ہوئی جیسے ہی میری بات ختم ہوئی تو عمر نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں.

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: صحيح البخاري پاره 20ج 6ص 158 رقم الحديث 4915 كتاب تفسير سوره تحريم آيت :ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما۔
مولف: أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري الجعفي متوفى 256ھ
تحقيق: جماعة من العلماء
الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني

جناب عائشہ کی تمنا ادھوری رہ گئی

جناب عائشہ نے دنیا سے جاتے وقت کف افسوس ملتے ہوئے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونا تو چاہتی تھی مگر ان کے بعد مجھ سے کچھ ایسے امور سرزد ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے ان کے پہلو میں دفن ہونے سے شرم آرہی ہے لہذا مجھے ازواج نبی کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا جائے اس موضوع کے متعلق قارئین کی پیش خدمت دو روایتیں ہیں۔

روایت 1: ملاحظہ فرمائیں: وفي رواية ابن أبي العاص قال لها: أي موضع ترضين لدفنك قالت: كنت عزمت على جنب رسول الله صلى الله عليه وآله إلا أني أحدثت بعده، فادفنوني بالبقيع .

ترجمہ ابن ابی العاص کی روایت میں آیا ہے ایک دن اس نے جناب عائشہ سے پوچھا تم کہاں دفن ہونا پسند کرتی ہو اس نے کہا میں رسول ﷺ کے پہلو میں دفن ہونا تو پسند کرتی ہوں مگر مجھ سے ان کے بعد کچھ ایسے کام سرزد ہوئے ہیں (مجھے شرم آتی ہے) کہ ان کے پہلو میں دفن ہوں لہذا مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الطبقات الكبرى ج 8 ص 59 ذكر ازواج رسول الله
المؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفى 230هـ دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا
الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

روایت2: ملاحظہ فرمائیں: أخبرنا الفضل بن دكين، حدثنا حسن بن صالح عن إسماعيل عن قيس قال: قالت عائشة عند وفاتها: إني قد أحدثت بعد رسول الله، صلى الله عليه وآله وسلم، فادفنوني مع أزواج النبي، صلى الله عليه وآله وسلم.

ترجمہ: قیس سے مروی ہے کہ اس نے کہا جناب عائشہ نے وفات کے وقت کہا رسول خدا ﷺ کے بعد مجھ سے کچھ ایسے امور سرزد ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے (رسول خدا ﷺ ساتھ دفن کرنے کی بجائے) ازواج نبی کے ساتھ دفن کیا جائے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:الطبقات الكبرى ج 8 ص 59 ذكر ازواج رسول الله
المؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفى 230ھ دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا
الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ/1990 م

جناب عائشه کی دیگر تمنائیں

جناب عائشہ نے دنیا سے رخصت سفر باندھتے وقت مندرجہ ذیل تمنائیں کیں۔

1: اے کاش میں زمین سے اگنے والی جڑی بوٹی اور پودے ہوتی آج صفحہ ہستی پر میرا نام ونشان نہ ہوتا۔ روایت ملاحظہ فرمائیں: أخبرنا أحمد بن محمد بن الوليد الأزرقي المكي، حدثنا مسلم بن خالد، حدثني زياد بن سعد عن محمد بن المنكدر عن عائشة قالت: يا ليتني كنت نباتا من نبات الأرض ولم أكن شيئا مذكورا.

جناب عائشہ نے مرتے وقت کہا اے کاش !میں زمین سے اگنے والی جڑی بوٹی اور پودے ہوتی تو آج میرا نام ونشان نہ ہوتا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: طبقات ابن سعد ج 8ص60 حديث 4128
المؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفى 230ھ
دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عط الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت
الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

2: اے کاش میں درخت ہوتی اور اسے کاٹ دیا جاتا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں:أخبرنا عبيد الله بن موسى، أخبرنا أسامة بن زيد عن بعض أصحابه عن عائشة أنّها قالت حين حضرتها الوفاة: يا ليتني لم أخلق، يا ليتني كنت شجرة أسبّح وأقضي ما عليّ

ترجمہ: بعض اصحاب نے بی بی عائشہ سے نقل کیا ہے کہ جب اس زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آ پہنچا تو بولی اے کاش !میں پیدا ہی نہ ہوتی اے کاش میں درخت ہوتی اللہ تعالی کی تسبیح کرتی اور مجھے کاٹ دیا جاتا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب طبقات ابن سعد ج 8 ص 59 فی النساء

3: اے کاش میں درخت ہوتی جسے کاٹ لیا جاتا اے کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی اے کاش آج دنیا میں میرا وجود نہ ہوتا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: ام المومنین عائشہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا اے کاش! میں درخت ہوتی مجھے کاٹ ڈالتے اے کاش! میں کلوخ (مٹی کا ڈھیلا) ہوتی اے کاش! کہ میں ایسی چیز ہوتی کوئی مجھے یاد نہ کرتا اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مدارج النبوت ج 2 ص 548 قسم پنجم باب دوم ذکر امہات المومنین تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی وفات 19 جون 1642 عیسوی

لفظ لیت کا مفہوم

لفظ لیت تمنا کے لئے آتا ہے جو کاش کا معنی ادا کرتا ہے تاریخ اس پر شاہد ہے یہ لفظ بعض صحابہ کرام کی زبان پر بھی کئی بار جاری ہوا بالخصوص جب انہیں اپنی موت کے آثار دیکھائی دینے لگے تو انہوں نے حسرت سے کف افسوس ملتے ہوئے کہا اے کاش ہم یہ نہ کرتے اے کاش ہم ایسے ہوتے اے کاش ہم ایسا نہ ہوتے۔

جناب ابو بکرکی آخری تمنائیں

حضرت ابو بکر نے زندگی کے آخری ایام میں کہا اے کاش میں نے یہ تین کام نہ کیے ہوتے

عبارت ملاحظہ فرمائیں: فأما الثلاث التي صنعتها، فليت أني لم أكن تقلدت هذا الامر. وقدمت عمر بين يدي، فكنت وزيرا خيرا مني أميرا، وليتني لم أفتش بيت فاطمة بنت رسول الله وأدخله الرجال، ولو كان أغلق على حرب، وليتني لم أحرق الفجاءة السلمي، إما أن أكون قتلته سريحا، أو أطلقته نجيحا.

ترجمہ: اے کاش! میں یہ تین کام نہ کرتا۔

1: اے کاش! میں خلافت کا بوجھ خود نہ اٹھاتا وہ عمر کے کندھوں پہ ڈال دیتا خود اس کا وزیر بن جاتا تو یہ میرے لیے بہتر ہوتا۔

2: اے کاش میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے گھر کی تلاشی نہ لیتا اور اس میں لوگ داخل نہ کرتا

خواہ میں جنگ کے حوالے ہو جاتا۔

3: اے کاش: میں فجاۃ سلمی کو زندہ نہ جلاتا، یا تو میں اسے جلدی قتل کر دیتا یا غور و فکر کرنے کے بعد اسے آزاد کر دیتا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ یعقوبی ج 1-2 ص 94 ایام ابوبکر احمد بن اسحاق بن جعفر بن وھب یعقوبی متوفی 292ھ
علق علیہ ووضع حواشیہ خلیل المنصور

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: میزان الاعتدال فی نقد الرجال ج 3ص 109 حرف العین رقم الحدیث 5763 علوان بن داود البجلی
شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (متوفى 748 هـ)
تحقيق: علي محمد البجاوي [متوفى 1399 هـ] الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، 1382 هـ - 1963 م
اثبات الهداة بالنصوص والمعجزات ج 3ص 359 الباب العاشر فصل 12 حديث 162 المحدث الخبير محمد بن الحسن الحر العاملی متوفی 1104ھ المطبعة العلمية بقم

جناب ابوبکر کی دیگرتمنائیں

خلیفہ صاحب نے دو اور مندرجہ ذیل تمنائیں کیں:

1: اے کاش میں فاختہ ہوتا درختوں پر بیٹھتا پھر پرواز کرتا اور ان کا پھل کھاتا اور میں انسان نہ ہوتا

عبارت ملاحظہ فرمائیں: 1أخرج أبو أحمد الحاكم عن معاذ بن جبل قال: دخل أبو بكر حائطًا وإذا بدبسي في ظل شجرة، فتنفس الصعداء، ثم قال: طوبى لك يا طير! تأكل من الشجر، وتستظل بالشجر، وقصير إلى غير حساب، يا ليت أبا بكر مثلك.

ترجمہ: ابو احمد حاکم معاذ بن جبل کے توسط سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک درخت کے سائے میں ایک فاختہ کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا اے فاختہ تو بڑی خوش نصیب ہے درختوں کے پھل کھاتی ہے اور درختوں کے سائے میں رہتی ہے حساب و کتاب سے مبرا ہے اے کاش! میں ابو بکر بھی تیری طرح ہوتا۔

2: اے کاش میں سبزہ ہوتا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: واخرج عن قتادة قال: بالغني ان ابا بكر قال وددت اني خضره تاكلني الدواب.

ترجمہ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ اے کاش! میں سبزہ ہوتا اور مجھے حیوان کھا لیتے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاريخ الخلفاء ص 104فصل: في كلماته الدالة على شدة خوفه من ربه
تاليف الامام الحافظ جلال الدين عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى متوفى 911هجرى بتحقيق محمد محيى الدين عبد الحميد

3:اے کاش میں اونٹ کی مینگنیاں ہوتا انسان نہ ہوتا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: والله لووددت أنّي كنت شجرة إلى جانب الطّريق فمرّ عليّ بعير فأخذني، فأدخلني فاه فلاكني ثمّ إزدردني، ثمّ أخرجني بعرا، ولم أكن بشرا.

ترجمہ:اے کاش! میں سڑک کے کنارے کا درخت ہوتا اور کسی اُونٹ کا میرے پاس سے گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر چبا لیتا پھر میں میگنیاں بن کر نکل جاتا مگر اِنسان نہ ہوتا۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: شعب الإيمان ج 1 ص 485 حديث نمبر 787 باب الخوف من الله تعالیٰ
المؤلف: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (متولد 384- متوفى 458هـ)المحقق: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول
الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان
الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2000 م

ماہنامہ انوار مدینہ لاہور: ربیع الثانی 1434ھ فروری 2013ص 42 شمارہ نمبر 2۔

ذکر: سیرت خلفاء راشدین: موضوع حضرت ابو بکر

رائٹر: حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی

دفتر ماہنامہ: انوار مدینہ نزد جامعہ مدینہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

جناب عمر کی تمنائیں

عمر بن خطاب نے دو ایسی تمنائیں کیں کہ کائنات میں ان کی کہیں اور نظیر نہیں ملتی۔

1: خلیفہ صاحب نے تمنا کی اے کاش میں دنبہ ہوتا اور مجھے پکا کر کھالیا جاتا اور پھر میں پاخانے کی صورت میں نکل گیا ہوتا اور بشر نہ ہوتا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں :حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا عبد الرحمن بن مسلم، ثنا هناد، ثنا أبو معاوية، عن جويبر،عن الضحاك، قال: قال عمر:ليتني كنت كبش أهلي، يسمنوني ما بدا لهم، حتى إذا كنت أسمن ما أكون زارهم بعض من يحبون، فجعلوا بعضي شواء، وبعضي قديدا، ثم أكلوني فأخرجوني عذرة، ولم أك بشرا۔

ترجمہ: ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے کہا اے کاش! میں دنبہ ہوتا تو میرا مالک اپنی مرضی کی قیمت سے مجھے فروخت کر دیتا پھر مجھے خریدنے والوں کے پاس محبوب ترین مہمان آتا وہ مجھے اس کیلئے ذبح کر دیتے ان میں سے آدھے حصے کو بھون ڈالتے اور آدھے حصے کا شوربے والا سالن تیار کر لیتے پھر وہ مجھے کھالیتے؛ پھر وہ مجھے پاخانہ کی شکل میں نکال دیتے مگر میں بشر نہ ہوتا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ج 1 ص 52 ،ذكر:
عمر بن خطاب: كلماته فى الزهد والورع
المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (متوفى 430 هـ)
الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر

2: اے کاش میں گھاس کا تنکا ہوتا مگر انسان نہ ہوتا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: شبابة بن سوار قال حدثنا شعبة عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر قال: رأيت عمر بن الخطاب أخذ تبنة من الأرض فقال: ليتني هذه التبنة، ليتني لم أك شيئا، ليت أمي لم تلدني، كنت نسيا منسيا۔

ترجمہ: عبداللہ بن عامر بیان کرتا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا اس نے زمین سے تنکا اٹھا کر

کہا اے کاش! میں یہ تنکا ہوتا اور میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا اور میں بھولا بسرا ہوتا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: المصنف فی الاحادیث والاثار ج 8ص 152 کتاب الزهد كلام عمر بن خطاب حديث نمبر 39
المؤلف: أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي متوفی 235 هـ
تحقيق وتعليق سعيد اللحام الطبع الاولی:1409ھ عام النشر: 1394 هـ - 1974 م

جناب ابوعبیدہ بن جراح کی تمنا: ابوعبیدہ بن جراح نے تمنا کی اے کاش! میں دنبہ ہوتا مجھے ذبح کرکے گوشت کھالیا جاتا اور اس کا شوربہ پی لیا جاتا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنا أبو عبد الله الصنعاني، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا عبد الرزاق، عن معمر،عن قتادة قال: قال أبوعبيدة بن الجراح:لوددت أنّي كنت كبشا فيذبحني أهلي، فيأكلون لحمي، ويشربون مرقي

ترجمہ: ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا اے کاش! میں دنبہ ہوتا اور مجھے میرے مالک ذبح کرکے میرا گوشت پکا کر کھاتے اور گوشت والا شوربہ پیتے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: شعب الايمان ج 1 ص 486 حديث نمبر 790 باب فی الخوف من الله تعالی
المؤلف: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (متولد 384- متوفی 458هـ)
المحقق: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول
الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان
الطبعة:الأولى، 1421هـ 2000 م

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اس کی خوبصورت خلقت پر ان الفاظ میں ناز اور فخر کیا ہے۔

(لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم) سوره التين آيت 4

ان بزرگان کی یہ تمنائیں اور دلی آرزوئیں نعمت خداوندی کی ناشکری کی عکاسی کررہی ہیں اور ایسی رکیک قسم کی تمناؤں کو عجز اور انکساری کا نام دینا مضحکہ خیز گفتگو ہوگی اکثر اوقات انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے جب بولتا ہے تو اس کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے یہ تمنائیں بالکل ایسے ہی ہیں جیسے روز قیامت کافر کہے گا۔

(وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا) سورہ النبا آیت 40

اے کاش! میں مٹی ہوتا۔

جناب عائشہ کی رسول خدا ﷺ کے بعد کی کارستانیاں

ویسے تو جناب عائشہ نے رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد کئی ایسے کام سر انجام دیے جنہوں نے تاریخ کا سینہ زخمی کر رکھا ہے وہ ایسے زخم ہیں جو آج بھی مندمل ہونے کا نام نہیں لے رہے جن کی وجہ سے آج بھی مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے دکھائی دیتے ہیں۔

مگر کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان میں سے بعض کو یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

پہلی کارستانی: عائشہ امام برحق جانشین رسول ﷺ خلیفہ بلافصل مولا علی علیہ السلام کے خلاف خروج اور بغاوت کچھ اس انداز سے کی کہ اپنے آہنی جنگی لباس پہن کر اونٹ پر نصب کئے گئے ھودج پر لوہے کی بڑی بڑی آرمر پلیٹیں لگوا کر میدان جنگ میں اتر پڑیں، جسے تاریخ جنگ جمل کے نام سے یاد کرتی ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: الهودج مطبق بصفائح الحديد۔

ترجمہ: ھودج لوہے کی آرمر پلیٹوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب : اخبار الطوال ص 149 وقعہ الجمل

مولف: أبو حنيفة، أحمد بن داود الدينوري (متوفى 282 هـ)

تحقيق: عبد المنعم عامر مراجعة: الدكتور جمال الدين الشيال [متوفى 1387 هـ] الناشر: وزارة الثقافة والإرشاد القومي - مصر

الطبعة: الأولى، 1860 م بحار الانوار جلد 23 صفحہ 212 علامہ مجلسی متوفی 1110ھ

اس جنگ کا مقدمہ تاریخ نے کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے بی بی عائشہ اور عثمان کے درمیان کچھ ناراضگی اور چپقلش چل رہی تھی جس کی وجہ اہلسنت مورخ نے کچھ ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

وكان بين عثمان وعائشہ منافرة وذلک انہ نقصها مماكان يعطيها عمر ابن خطاب وصيرها اسوة غيرها من نساء رسول الله۔

ترجمہ: حضرت عثمان نے جناب عائشہ کا وظیفہ کم کر کے رسول خدا ﷺ کی دوسری بیویوں کے

برابر کر دیا جو اسے حضرت عمر کی طرف سے اضافی ملا کرتا تھا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ یعقوبی ج 1-2 ص 121 ایام عثمان بن عفان
تصنیف احمد بن اسحاق بن جعفر بن وھب یعقوبی متوفی 292
ناشر ------دار اعتصام تاریخ الطبع ----1425 ھ

جس کے نتیجے میں جناب عائشہ نے حضرت عثمان بن عفان کے خلاف قتل کا فتویٰ داغ دیا۔

فتویٰ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: اقتلوا نعثلا، قتل الله نعثلا تعنی عثمان۔

اس نعثل (عثمان) کو قتل کرو اللہ اسے قتل کرے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: تاريخ الامم والملوك المعروف بتاريخ الطبرى ج 4
ص 459 سنہ ست وثلاثين
مولف: أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (متولد 224- متوفى 310هـ)
المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم [متوفى 1401 هـ]
الناشر: دار المعارف بمصر
الطبعة: الثانية 1387 هـ - 1967 م

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: النهاية فى غريب الحديث والأثر ج 5 ص 80(النون مع العين) للامام مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد الجزري ابن الأثير
متوفى 600 ـھ تحقيق محمود محمد الطناحى
سنہ الطبع 1364 ھ

فخر الدین رازی کہتا ہے کہ بی بی عائشہ نے لوگوں کو عثمان کے خلاف خوب بھڑکایا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: الحكاية الثانية أن عثمان رضي الله عنه أخر عن عائشة رضي الله عنها بعض أرزاقها فغضبت ثم قالت يا عثمان أكلت أمانتك وضيعت الرعية وسلطت عليهم الأشرار من أهل بيتك والله لولا الصلوات الخمس لمشى إليك أقوام ذوو بصائر يذبحونك كما يذبح الجمل فقال عثمان رضي الله عنه ضرب الله مثلا للذين كفروا امرأة نوح وامرأة لوط فكانت عائشة رضي الله عنها تحرض عليه جهدها وطاقتها وتقول أيها الناس هذا قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبل وقد بليت سنته اقتلوا نعثلا قتل الله۔

ترجمہ: عثمان نے عائشہ کے اموال میں کمی کر دی جس پر عائشہ عثمان سے ناراض ہو گئی اور کہا تو نے

امانت خدا کو کھایا ہے اور لوگوں کے حقوق کو ضائع کیا ہے اور اپنے خاندان کے برے لوگوں کو امت پر مسلط کیا ہے اللہ کی قسم اگر پنجگانہ نمازیں نہ ہوتیں تو بابصیرت لوگ تم پر حملہ آور ہو کر تجھے اونٹ کی طرح ذبح کر دیتے عثمان نے کہا اللہ نے کافر عورتوں کیلئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال دی عائشہ نے پوری طاقت لگا کر لوگوں کو عثمان کے خلاف بھڑکایا اور کہتی تھی اے لوگو! ابھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص بھی خشک نہیں ہوئی ان کی سنت فراموش کر دی گئی ہے اس نعثل (لمبی داڑھی والے یہودی) کو قتل کرو اللہ اسے قتل کرے۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: المحصول فی علم الاصول ج 4 ص 343 الباب الثالث فی الخبر الذی یقطع بکونہ کذبا ؛ مسئلہ فی عدالۃ الصحابہ
: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (متوفی 606 هـ)
دراسة وتحقيق: الدكتور طه جابر فياض العلواني
الناشر: مؤسسة الرسالةالطبعة: الثالثة، 1418 هـ - 1997 م
کتاب الجمل والنصرہ لسید العترۃ فی حرب البصرہ ص 102 فصل: فی موقف عائشہ من عثمان
الشیخ محمد بن محمد النعمان المعروف الشیخ المفید متوفی 413ھ

نوٹ: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عائشہ نے عثمان کو نعثل کہہ کر کیوں پکارا؟

اس سوال کا جواب ابن منظور افریقی ان الفاظ میں دیتا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: ونعثل: رجل من أهل مصر كان طويل اللحية، قيل:إنه كان يشبه عثمان، رضي الله عنه، هذا قول أبي عبيد، وشاتمو عثمان، رضي الله عنه، يسمونه نعثلا۔

ترجمہ: نعثل مصر کا ایک شخص تھا جس کی داڑھی لمبی تھی اور کہا گیا ہے کہ وہ عثمان کے مشابہ تھا یہ ابو عبید کا قول ہے اور عثمان کو گالی کے طور پر نعثل کہا جاتا
کتاب لسان العرب / ابن منظور افریقی ج 14 ص 669 ذکر نعثل

لوگ پہلے سے ہی خلیفہ صاحب کی ناجائز کنبہ پروری اور بیت المال میں بے جا تصرفات کی وجہ سے اس کے خلاف بر سر پیکار تھے اور اسے عہدے خلافت سے ہٹانے کے درپے تھے پھر بی بی

کے اس فتوے نے خلیفہ صاحب کے خلاف آگ کے شعلے مزید بھڑکا دیے پورا مدینہ خلیفہ صاحب کے خلاف آگ بگولہ ہو گیا بڑے بڑے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفہ صاحب کے خلاف تلواریں سونت لیں یہاں تک کہ اسے تہ تیغ کر دیا گیا جب یہ بی بی کا لگایا ہوا پودا پروان چڑھ گیا اور خلیفہ صاحب قتل ہو گئے تو بی بی صاحبہ نے یو ٹرن لیتے ہوئے خلیفہ صاحب کے خون کا مجرم مولا امیر المومنین علیہ السلام کو قرار دے دیا اور امام برحق علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے خون عثمان کا انتقام لینے کی تحریک کا آغاز کر دیا جس کے نتیجے میں 36ھ جنگ جمل واقع ہوئی جس میں دونوں طرف سے بیس ہزار مسلمان خون کی ندی میں نہا بیٹھے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: قال: ودخلت أمّ أوفى العبادية على عائشة بعد وقعة الجمل فقالت لها: يا أم المؤمنين، ما تقولين في امرأة قتلت ابنا لها صغيرا؟قالت: وجبت لها النار!قالت:فما تقولين في امرأة قتلت من أولادها الاكابر عشرين ألفا في صعيد واحد؟قالت:خذوا بيد عدوّة الله!

ترجمہ: روای بیان کرتا ہے جنگ جمل کے بعد ام اوفی عبادیہ عائشہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ اے ام المومنین آپ اس عورت کے بارے میں کیا کہتی ہیں کہ جو اپنے چھوٹے بچے کو قتل کر دے بی بی نے جواب میں کہا کہ اس پر جہنم کی آگ واجب ہے پھر اس عورت نے پوچھا اس عورت کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں کہ جو ایک ہی معرکہ میں 20 ہزار اپنے بڑے بڑے بیٹوں کو ذبح کر دے یہ سن کر بی بی بولی اس دشمن خدا کو باہر نکالو جاؤ۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: العقد الفريد ج 5 ص 79
قولهم فی اصحاب الجمل
المؤلف: أبو عمر، شهاب الدين أحمد بن محمد بن عبد ربه ابن حبيب ابن حدير بن سالم المعروف بابن عبد ربه الأندلسي (متوفى 328 ھ)
الناشر: دار الكتب العلمية - بيروتناالطبعة: الأولى، 1404 هـ

جو صاحب اس موضوع پر تحقیق کرنا چاہتا ہے وہ اہلسنت کی مندرجہ ذیل کتب تاریخ کا مطالعہ فرمائیں: الکامل فی التاریخ :مروج الذهب ،تاريخ طبری ، تاریخ ابن کثیر ،

تاریخ ابوالفداء اور تاریخ یعقوبی وغیرہ ،

دوسری کارستانی: عائشہ علی علیہ السلام کی موت پر جھوم اٹھی ۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :حدثني محمد بن الحسين الأشناني، قال: حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي، قال: حدثنا عثمان بن عبد الرحمن، قال: حدثنا إسماعيل بن راشد بإسناده لما اتت عائشہ نعی علی امیر المومنين تمثلت:فألقت عصاها واستقرت بها النوى ... كما قرعينا بالأياب المسافرثم قالت: من قتله؟ فقيل: رجل من مراد، فقالت:فإن يك نائبا فلقد بغاه ... غلام ليس في فيه التراب۔

ترجمہ: جب عائشہ نے مولا علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو اپنے عصا کو زمین پر پھینک دیا اور اس کے دل کو بہت سکون پہنچا اور اس کی آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک پہنچی جیسے مسافر کو وطن پہنچنے پر ٹھنڈک پہنچتی ہے پھر پوچھا علی کو کس نے قتل کیا بتایا گیا قبیلہ بنی مراد کے ایک شخص نے بی بی بولی علی مجھ سے دور ہے مگر اس کی موت کی خبر غلام لایا ہے اس کے منہ میں خاک نہ ہو۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب:مقاتل الطالبيين ص 54 ذكر على بن ابى طالب عليهما السلام۔المؤلف: علي بن الحسين بن محمد بن أحمد بن الهيثم المرواني الأموي القرشي، أبو الفرج الأصبهاني (متوفى 356ھ)
المحقق: السيد أحمد صقر
الناشر: دار المعرفة، بيروت

تیسری کارستانی: عائشہ مولا علی علیہ السلام کی شھادت کی خبر سن کر سجدہ شکر بجالائی۔

روایت ملاحظہ فرمائیں :حدّثني محمد بن الحسين الأشناني، قال: حدّثنا أحمد بن حازم، قال: حدّثنا عاصم بن عامر، وعثمان بن أبي شيبة قالا: حدّثنا جرير، عن الأعمش،عن عمرو بن مرة،عن أبي البختري قال: لما أن جاء عائشة قتل علي عليه السلام سجدت۔

ترجمہ: ابی بختری نے کہا ہے جب عائشہ کو علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو اس نے سر سجدہ میں رکھ دیا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب كتاب مقاتل الطالبين ص 55

چوتھی کارستانی : عائشہ نے امیر کائنات علیہ السلام کے ساتھ بغض اور کینہ کی وجہ سے اپنے غلام اسود کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا جو کہ امام علی علیہ السلام کا قاتل تھا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: وروي عن مسروق أنه قال: دخلت على عائشة فجلست إليها فحدثني واستدعت غلاما لها أسود يقال له: عبد الرحمن حتى وقف، فقالت: يا مسروق أتدري لم سميته عبد الرحمن فقلت: لا فقالت: حبا مني لعبد الرحمن بن ملجم۔

ترجمہ: مسروق بیان کرتا ہے میں عائشہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اس نے میرے ساتھ بات چیت کرنا شروع کر دی اتنے میں اس نے اپنے غلام کو عبدالرحمٰن کہہ کر پکارا جب کہ اس کا نام اسود تھا وہ آ کر کھڑا ہو گیا مسروق کہتا ہے کہ بی بی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے اس کا نام عبدالرحمٰن کیوں رکھا ہے؟

میں نے کہا مجھے نہیں معلوم بی بی نے کہا میں عبدالرحمٰن بن ملجم سے محبت کرتی ہوں۔

کتاب تلخیص الشافی ج 4 ص 356 / الشیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی رح متوفی 460ھ

پانچویں کارستانی: عائشہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن ہونے سے روکا کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلبند علی علیہ السلام وبتول علیہا السلام جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا غسل و کفن مکمل ہونے کے بعد جب ان کی وصیت کے مطابق انہیں اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو اقدس میں دفن کرنے کے لیے لایا گیا تو مروان بن حکم، سعید بن عاص اور بی بی عائشہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے نانا محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے سے مانع ہو گئی اور قاسم بن محمد بن ابو بکر نے اس فعل شنیع پر اپنی پھوپھی کی مذمت کی۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: ثم اخرج نعشہ یراد بہ قبر رسول اللہ فرکب مروان بن الحکم وسعید بن العاص فمنعا من ذلک حتی کادت تقع فتنة قيل ان عائشہ رکبت بغلة شهباء وقالت:بیتی لاذن فیہ لاحد ،فاتاها

القاسم بن محمد بن ابی بکر فقال لها:یا عمة ! ما غسلنا رووسنا من یوم الجمل الاحمر اتریدین ان یقال یوم البغلة الشهبا۔

ترجمہ: جب نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے کو دفن کرنے کے لیے قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا جا رہا تھا تو مروان بن حکم اور سعید بن عاص گھوڑوں پر سوار ہو کر مانع ہو گئے قریب تھا کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ایک قول کے مطابق بی بی عائشہ بھی شہباء نامی خچر پہ سوار ہو کر آ گئی اور کہنے لگی یہ میرا گھر ہے اس میں کسی کو دفن ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

یہ سن کر قاسم بن محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر کہا اے پھوپھی ابھی تک ہم نے جنگ جمل والی ندامت کی مٹی کو اپنے سروں سے نہیں دھویا اب تو پسند کرے گی کہ تجھ کو شہباء خچر والی کہہ کے پکارا جائے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ یعقوبی ج1-2 ص 156وفات الحسن بن علی

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی موقع پر عائشہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

یوما تجملت ویوما تبغلت، وإن عشت تفیلت۔

ترجمہ: کبھی تو اونٹ پہ سوار ہوتی ہے کبھی تو خچر پہ سوار ہوتی ہے اگر تو زندہ رہی تو ہاتھی پہ بھی سوار ہو گی ۔

بغدادی شاعر ابن حجاج نے ابن عباس کے کلام کے ساتھ اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

یا بنت أبي بکر لا کان ولا کنت لك التسع من الثمن وبالکل تملکت تجملت تبغلت وإن عشت تفیلت ۔

ترجمہ: اے ابو بکر کی بیٹی تیرے لیے آٹھوں میں سے نواں حصہ بھی نہیں تو سب کی مالکن بن گئی ہے تو اونٹ پر سوار ہوئی ہے تو خچر پر سوار ہوئی ہے اگر تو زندہ رہی تو ہاتھی پر بھی سوار ہو گی۔

کتاب الخرائج والجرائح ج 1ص 243 / قطب الدین راوندی متوفی 574ھ

ترکہ کی تقسیمی کا بیان

شریعت محمدی ﷺ میں اگر شوہر صاحب اولاد ہو تو بیوی کیلئے شوہر کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ مقرر کیا گیا ہے اور اگر شوہر صاحب اولاد نہ ہو تو پھر بیوی کا چوتھا حصہ بنتا ہے اسی حکم میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس بھی شامل ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات حسرت آیات کے وقت اولاد میں سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے علاوہ کوئی بھی حین حیات نہ تھا اور بیٹے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں دنیا فانی سے جا چکے تھے آنحضرت ﷺ کی رحلت کے وقت نو بیویاں حین حیات تھیں اور اس حساب سے جب نبی کریم ﷺ کے گھر کو آنحضرت ﷺ کی ایک بیٹی اور نو بیویوں پر اہل سنت فقہ کے مطابق بھی تقسیم کیا جائے تو بی بی عائشہ کا حصہ 1\72 بنتا ہے یہ حصہ مقدار کے لحاظ سے 100 میں سے 1 ٪ فیصد سے بھی کچھ کم بنتا ہے، پھر بی بی عائشہ کس طرح سے پورے گھر کی مالکن بن کر نواسہ رسول ﷺ حسن ابن علی علیہ السلام کو ان کے نانا محمد رسول ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے سے مانع ہو گئی اور کہنے لگی یہ میرا گھر ہے۔فتدبر ایھاالقاری

جہاں تک ابو بکر اور عمر کا پہلو نبی ﷺ میں دفن ہونے کا تعلق ہے وہ بھی غیر شرعی ہے کیونکہ شیخین نے وہاں دفن ہونے کیلئے نہ تو نبی کریم ﷺ سے اذن حاصل کر رکھا تھا نہ ہی جناب بتول علیہا السلام سے اجازت لی تھی جو گھر کی اصل وارثہ تھیں کیونکہ باپ کی وراثت پہلے مرحلے میں اولاد کی طرف پلٹتی ہے۔

شیعہ فقہی قواعد کے مطابق اگر شوہر صاحب اولاد ہو تو عورت کا شوہر کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ بنتا ہے اگر شوہر صاحب اولاد نہ ہو تو بیوی کو شوہر کے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ملتا ہے وہ بھی منقولات میں سے مثلاً کرنسی سونا ،چاندی مال، مویشی ، معدنیات وغیرہ وغیرہ مکان کی مالیت بیوی کو ملے گی مگر مکان والی جگہ پر بیوی کا کوئی حق نہیں بنتا کیونکہ گھر والی جگہ بھی

زمین، پہاڑ، سمندر اور دریا وغیرہ کی طرح غیر منقولہ جائیداد میں داخل ہے زمین سے اگنے والی فصلیں اناج، باغات وغیرہ اور پہاڑوں سے حاصل ہونے والی معدنیات مثلاً نمک، کوئلہ، سونا چاندی وغیرہ اور سمندر و دریا سے حاصل ہونے والی خوراک اور ہیرے جواہرات وغیرہ کو اوپر ذکر کردہ ترتیب کے مطابق ورثاء میں حسب معمول تقسیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

شیخین اپنی حکومت کے زور بازو سے وہاں دفن ہوئے ہیں بالفرض اگر انہوں نے بی بی عائشہ سے اس کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اپنی زندگی میں اجازت لے بھی رکھی ہو تو اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں کیونکہ وہ گھر اکیلی بی بی عائشہ کی ملکیت نہ تھا بلکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی آٹھ بیویاں بھی برابر کی حصہ داری تھیں۔

شیخین کے جسد بھی وہاں موجود نہیں ہیں ان کے دفن ہونے کے ایک دن بعد ملائکہ نے ان کے جسدوں کو وہاں سے اٹھا کر کیڑے مکوڑوں کی وادی میں منتقل کر دیا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: روى عاصم بن حميد عن صفوان عن الصادق عليه السلام أنهما لم يبيتا معه إلا ليلة ثم نقلا إلى واد في جهنم يقال له: واد الدود۔

ترجمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے شیخین فقط ایک رات کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں دفن رہے پھر ملائکہ نے انہیں ایک جہنم کی وادی میں منتقل کر دیا جسے کیڑے مکوڑوں کی وادی کہا جاتا ہے۔

كتاب الصراط المستقيم الى مستحقى القديم ج 3ص 116

مولف:على بن يونس العاملى متوفى 877ھ

تحقيق:تصحيح و تعليق محمد باقر البهبودى سنہ الطبع 1384ھ

شہر ابن آشوب کی روایت کے مطابق امام حسن علیہ السلام کے جنازے پر تیر برسائے گئے اور ان کے جنازے میں 70 تیر پیوستہ ہو گئے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: وَ رَمَوْا بِالنِّبَالِ جَنَازَتَهُ حَتَّى سَلَّ مِنْهَا سَبْعُونَ نَبْلًا۔

ترجمہ انھوں نے امام حسن علیہ السلام کے جنازے پر تیر پھینکے یہاں تک کہ ان کے جنازے سے 70 تیر نکالے گئے۔

کتاب مناقب آل ابی طالب المعروف شہر ابن اشوب ج4 ص44
فصل في وفاته و زيارته ع
تاليف:رشيد الدين ابو جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب السروي المازنداني متوفى 588 ھ

جناب عائشہ کی تاریخ وفات

جناب عائشہ نے 17 رمضان المبارک شب منگل 58ھ 66 سال کی عمر میں وفات پائی اور ابوہریرہ نے رات کے وقت نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک کر دی گئی۔

جناب عائشہ کا سبب وفات

بعض اکابرین اہلسنت جناب عائشہ کے سبب وفات کے متعلق لکھتے ہیں کہ جناب عائشہ کی موت معاویہ بن ابوسفیان کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے جیسا کہ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں سنۃ 58 ہجری ام المومنین عائشہ فوت ہو کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، آپ مروان کی مخالفت کیا کرتی تھی کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے مروان نے ایک روز دھوکے سے دعوت کے بہانے سے بلا کر ایک گڑھے میں (جس میں ننگی تلوارین اور خنجر وغیرہ رکھ دیئے تھے) آپ کو گرا دیا تھا آپ بہت ضعیف اور بوڑھی تھیں زخمی ہوئیں اور انہی زخموں کے صدمے سے فوت ہو گئیں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ اسلام ج اول ص 657
ذکر وفات ام المومنین عائشہ
تالیف :مورخ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی متوفی 10 مئی 1938 ء
ناشر دار اندلس ۔ ملنے کا پتہ--مرکز القادسیہ 4-لیک روڈ چوبرجی لاہور۔

اور اسی طرح ابن خلدون لکھتا ہے۔

سنہ 58 ہجری ام المومنین جناب عائشہ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے اس وجہ سے شہید کیا تھا کہ آپ اس کی مخالفت کیا کرتی تھی اس نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا اور پہلے

ایک گڑھا عمیق کھود کر نیزے تلواریں اور چھریاں وغیرہ اس میں رکھ دی تھیں اوپر ایک فرش بچھا(چٹائی) دیا تھا ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھایا جہاں بٹھانا تھا کہ نیچے گر پڑی معمر اور کمزور تھی ایسی چوٹ آئی کہ پھر سے جانبر نہ ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ازواج میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے ان کو حمیرہ فرمایا کرتے تھے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص506

حالات 58 ہجری - خلافت معاویہ و آل مروان

تصنیف رئیس المورخین علامہ عبد الرحمان ابن خلدون متولد 732 ہجری متوفی 808 ہجری

ترجمہ حکیم احمد حسین الہ آبادی ترتیب و تبویب شبیر حسین قریشی ایم-اے ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

4: جناب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل۔

اس کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب بن حذافۃ ہے یہ خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے خنیس ابن حذیفہ بن عدی کی بیوی رہ چکی تھی وہ 2 ہجری غزوہ بدر میں شہید ہو گیا، جناب حفصہ کے بیوہ ہونے کے بعد جناب عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا تم میری بیٹی حفصہ سے شادی کر لو مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر جناب عمر نے عثمان سے کہا کہ تم میری بیٹی سے شادی کر لو اس نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں پھر جناب عمر نے اس رشتے کی پیشکش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو انہوں نے قبول فرمالیا۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: سیرت حلبیہ جلد 2 ص 125

یہ خاتون 3 ہجری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد زوجیت میں آئی ہے، نبی رحمۃ للعالمین کی طرف سے اسے طلاق رجعی کا بھی سامنا کرنا پڑا۔

کتاب معارج النبوت کی عبارت

ملا معین کاشفی لکھتا ہے: یہ ایک تند مزاج عورت تھی جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوا کرتی تھی بلآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلاق دے دی طلاق کی خبر سن حضرت عمر نے اپنے سر

پر خاک ڈال دی اور کہنے لگا اب میری کیا عزت رہ گئی ہے نبی کریم ﷺ نے میری لڑکی کو طلاق دے دی ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے اس سے رجوع فرمالیا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب معارج النبوت رکن چہارم صفحہ 76

مصنف ملا معین کاشفی الھروی طبع قدیم فارسی الناشر مکتبۂ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان طباعت اول 1978

کتاب السیرت النبویہ کی عبارت

روایت ملاحظہ فرمائیں: نا يونس عن سليمان الأعمش عن أبي صالح عن ابن عمر قال: دخل عمر على اختي حفصة وهي تبكي، فقال لها: ما يبكيك، لعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طلقك، إنه قد كان طلقك مرة ثم راجعك، والله إن كان طلقك آخري لا أكلمك كلمة أبدا۔

ترجمہ ابن عمر بیان کرتا ہے ایک دن جناب عمر میری بہن حفصہ کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھی اور پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ جناب عمر نے خیال کیا ممکن ہے اس بار بھی آنحضرت ﷺ نے اسے طلاق دے دی ہو اور جناب عمر نے کہا اس سے پہلے بھی نبی کریم ﷺ تجھے طلاق دے چکے ہیں پھر انھوں نے رجوع کر لیا اگر نبی کریم ﷺ اس بار طلاق دے چکے ہیں تو خدا کی قسم میں تجھ سے ہمیشہ کیلئے قطع تعلق کر لوں گا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: : سيرة ابن إسحاق (كتاب السير والمغازي) ج 2 ص 257 تزويج النبى صلى الله عليه واله وسلم حفصه بنت عمر
مولف: محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي بالولاء، المدني (متوفى ،151ھ)
تحقيق: سهيل زكار
الناشر: دار الفكر – بيروت الطبعة: الأولى 1398 ھ /1978م

اس خاتون نے 45 ہجری 60 سال کی عمر میں معاویہ بن ابو سفیان کے دور حکومت میں وفات پائی ابو ہریرہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

5: زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

جناب زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال ہے اور انھیں زمانہ جاہلیت میں غربا اور فقرا کی کثرت سے مدد کرنے کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا۔

آپ 595 عیسوی مکہ مکرمہ میں متولد ہوئیں اور 3 ہجری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد زوجیت میں آنے سے پہلے یہ طفیل بن حارث بن عبد المطلب کی زوجیت میں تھی اس نے اسے طلاق دے دی پھر اس کے بھائی عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی زوجیت میں آئی اور وہ 2 ہجری غزوہ بدر میں شہید ہو گیا اور اس کی شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کی طرف شادی کا پیغام بھیجا اور اس نے رضامندی کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا، اور اس نے نبوت کے سائے میں 8 ماہ گزارے یہاں تک 4 ہجری ربیع الثانی کے آخر میں 30 سال کی عمر میں دار فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی ان کا مدفن جنت البقیع ہے۔

6: جناب ام سلمی رضی اللہ عنہا

آپ کا اصلی نام ہند اور کنیت ام سلمٰی ہے جو ان کی بیٹی سلمی کے نام پر رکھی گئی نسب والد کی طرف سے : هند بنت أميَّة بن المغيرة بن عبد الله بن عمرو بن مخزوم۔

نسب والدہ کی طرف سے ھند بنت عاتکہ بنت عامر بن مالک بن جزیمہ بن علقمہ کنانہ ہے ان کی ولادت بعثت سے 17 سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے ہجرت کے چوتھے سال 35 سال کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد زوجیت میں آنے سے پہلے یہ اپنے چچازاد عبد اللہ بن عبد الاسد کی زوجیت میں رہ چکی تھیں جس سے ان کے ہاں زینب، عمر، درہ ام کلثوم اور سلمٰی پیدا ہوئیں آغاز اسلام

میں ہی یہ اپنے شوہر کے ساتھ دین اسلام سے مشرف ہوئیں، جنگ بدر میں ان کا شوہر زخمی ہو گیا کچھ عرصہ بستر علالت پر رہنے کے بعد دنیا فانی سے چل بسا، اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنے بیٹے عمر کے توسط سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اپنے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

اس زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمار مولا امیر المومنین علی علیہ السلام کے مدافعین اور حامیوں میں ہوا کرتا ہے ان کی تمام ترہمدردیاں ہر وقت مولا علی علیہ السلام کے ساتھ رہیں جناب ام سلمی رضی اللہ عنہا نے بی بی عائشہ کی طرف خط لکھا جب وہ جنگ جمل میں اترنے کا عزم کر چکی تھی اور اس خط کی عبارت یہ تھی۔

من أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلى عائشة أم المؤمنين: فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو؛ أما بعد، إنك سدّة بين رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وأمته، وحجاب مضروب على حرمته، قد جمع القرآن ذيلك فلا تندحيه وسكّر خفارتك فلا تبتذليها. فالله من وراء هذه الأمة، ولو علم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أن النساء يحتملن الجهاد عهد إليك، أما علمت أنه قد نهاك عن الفراطة في البلاد فإن عمود الدين لا يثبت بالنساء إن مال، ولا يرأب بهن إن انصدع؟ جهاد النساء؛ غضن الأطراف، وضم الذيول، وقصر الوهازة. ما كنت قائلة لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لو عارضك ببعض هذه الفلوات ناصّة قعودا من منهل إلى منهل؟ وغدا تردين على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وأقسم لو قيل لي: يا أمّ سلمة ادخلي الجنة لاستحييت أن ألقى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هاتكة حجابا ضربه عليّ فاجعليه سترك، ووقاعة البيت حصنك؛ فإنك أنصح ما تكونين لهذه الأمة ما قعدت عن نصرتهم؛ ولو أني حدثتك بحديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لنهشتني نهش الرقشاء المطرقة والسلام

ترجمہ: زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کی طرف سے ام المومنین عائشہ کو خط۔

میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرتی ہوں اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی ہوں۔

اما بعد: تو نے اپنے اس اقدام سے اپنی عزت اور احترام کا پردہ چاک کر دیا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے مابین حائل تھا اور ان کے حرم کا حجاب پارہ پارہ کر دیا ہے اور قران تمھارے دامن کو محفوظ کئے ہوئے ہے اور تو اسے خاک آلودہ نہ کر اور تمہارا مقام و مرتبہ محفوظ ہے بلا وجہ اسے ضائع نہ کر اور اللہ وحدہ لا شریک سے ڈر جو اس امت کا نگہبان اور محافظ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے جہاد کا طریقہ متعین کیا ہے بلاشبہ اس میں حکم صادر کیا ہے کیا تمہیں یاد نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں جنگ سے منع کیا تھا کیونکہ اگر دین کے ستون میں ٹیڑھا پن آجائے تو عورتوں کی طاقت سے کبھی سیدھا نہیں ہو سکتا اور اس کی خرابی عورتوں سے اصلاح پذیر نہیں ہو سکتی عورتوں کا جہاد پاک دامنی قناعت اور اپنی عزت کی حفاظت کرنا ہے اگر تم اس طرح سے بیابانوں میں اپنے اونٹ کو ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ تک ہانک رہی ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیکھ لیں تو انہیں کیا جواب دو گی اور ایک دن تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کرنا ہے میں قسم اٹھا کر کہتی ہوں اگر میں اس حال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں کہ ان کی حرمت ضائع ہو جائے اور مجھ سے کہا جائے کہ اے ام سلمہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو میں شرم سے پانی پانی ہو جاؤں گی اور میں اپنے پروردگار کی نگرانی میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی اگر تم اس امت کے امور میں مداخلت نہ کرو گی تو یہ امت کے حق میں بہترین خدمت ہے اور مجھے یاد ہے جو باتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتائیں ہیں اگر میں وہ تمہیں بتا دوں تو تم سانپ سے ڈسے ہوئے شخص کی طرح تڑپنے لگ جاؤ گی۔ والسلام

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: العقد الفرید ج 5 ص 66 یوم الجمل تالیف ابن عبد ربہ اندلسی متوفی 328 ھ

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب الامامت والسیاسہ ج 1 ص 76 کتاب ام سلمی

الی عائشہ الامام الفقیہ ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری متوفی 276 ھ تحقیق: الاستاذ علی شبیری

اس باصفا زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ کربلا کے بعد 62 ہجری 84 سال کی عمر مبارک میں رحلت فرمائی ہے اور ان کی قبر جنت البقیع میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں انہیں اپنے نواسہ حسین ابن علی علیہما السلام کی شہادت کی خبر دی تھی اور ایک بند شیشی میں کربلا کی مٹی ان کے حوالے کی تھی اور فرمایا تھا کہ اے ام سلمٰی جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین علیہ السلام شہید ہو گیا ہے۔

محدث عبد الحق دہلوی لکھتا ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو گروہ تھے ایک گروہ سیدہ عائشہ، حفصہ اور سودہ کا تھا اور دوسرا گروہ ام سلمہ اور دیگر ازواج کا تھا اس گروہ کی سردار جناب ام سلمہ تھیں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مدارج النبوت ج 2 ص 560 ذکر امہات المومنین قسم پنجم باب دوم

7: جناب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

زینب بنت جحش ابن ریاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن اوران کی والدہ امیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں یہ خاتون ہجرت نبوی سے 33 سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور 5 ھجری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئی تھیں ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں اس لیے وہ باقی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فخر کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پھوپھی زاد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کے ساتھ ہجرت کے پانچویں سال مدینہ منورہ میں عقد کیا تھا پہلے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ اور آزاد کردہ غلام زید بن حارث کی زوجہ تھیں زید کے ساتھ نسبی تفاخر کے لحاظ سے اس کی طبعیت نہیں ملتی تھی اکثر اوقات ان کے درمیان الجھاو رہا کرتا تھا جس کی وجہ سے زید نے اسے طلاق دے دی اور طلاق ملنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اپنی زوجیت میں لائے تو لوگوں نے کہنا

شروع کر دیا کہ محمد ﷺ نے اپنی بہو سے شادی کی ہے جو بہت بڑا عیب ہے تو اللہ تعالی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

(مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)

ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ سورہ احزاب آیت 40

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکراتے ہوئے کہنے لگے کون ہے جو حضرت زینب کے پاس خوشخبری لے جائے۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (واذ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ)

ترجمہ: جب تم اس سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے اس پر احسان کیا تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو اللہ سے ڈرو تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے۔ سورہ احزاب آیت 37

ام سلمہ بیان کرتی ہے کہ وہ نیک؛ روزہ دار اور قیام کرنے والی خاتون تھیں آپ خود کام کیا کرتیں تھیں اور فقراء اور مساکینوں کا بھی بہت خیال رکھا کرتی تھیں اس خاتون کی وفات 20 ہجری میں ہوئی آپ آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات فرمائی ہے ان کا مدفن جنت البقیع ہے علمائے اعلام بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر کے اس غلط رسم کو کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کے ساتھ شادی کی جا سکتی ہے۔

8: جناب صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعنہ بن عبید بن کعب بن ابو حبیب بنو نصیر سے اور بنی اسرائیل میں سے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے یہ خاتون پہلے سلام بن مشکم کی زوجہ تھی اس کے بعد کنانہ بن ابو حقیق کی زوجیت میں آئیں وہ 7 ہجری جنگ خیبر کے دن مارا گیا حضرت صفیہ قیدی بنالی گئی اور جناب داحیہ کے حصہ میں آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے واپس لے کر اوراسے آزادی دلا کر اپنی زوجیت میں لائے ان کی وفات 50 ہجری معاویہ کے دور حکومت میں ہوئی ہے اوران کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کرتے ہوئے صفیہ کے سامان کو بی بی عائشہ کے اونٹ پر رکھ دیا اور بی بی عائشہ کے سامان کو اس کے اونٹ پر رکھ دیا تو جسے دیکھ کر عائشہ نے انتہائی غصہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاف نہیں کیا یہودِن کا سامان آپ نے میرے اونٹ پر کیوں رکھ دیا ہے یہ سن کر حضرت ابو بکر آگے بڑھے اور عائشہ کے منہ پہ تھپڑ مارا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہ کے اس کلام سے اس قدر غصہ آیا کہ تین ماہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تعلقات کو ہی منقطع رکھا۔

روایت ملاحظہ فرمائیں: حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق بن أسماء الجرمي البصري حدثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عن عائشة أنها قالت وكان متاعي فيه خف وكان على جمل ناج وكان متاع صفية فيه ثقل وكان على جمل ثقال بطئ يتبطأ بالركب فقال رسول صلى الله عليه وآله وسلم حولوا متاع عائشة على جمل صفية وحولوا متاع صفية على جمل عائشة حتى يمضي الركب .

قالت عائشة فلما رأيت ذلك قلت يا لعباد الله غلبتنا هذه اليهودية على رسول الله قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا أم عبد الله إن متاعك كان فيه خف وكان متاع صفية فيه ثقل فأبطأ بالركب فحولنا متاعها على بعيرك وحولنا متاعك على بعيرها

قالت فقلت ألست تزعم أنك رسول الله قالت فتبسم قال أو في شك أنت يا أم عبد الله قالت قلت ألست تزعم أنك رسول الله أفلا عدلت وسمعني أبو بكر وكان فيه غرب أي حدة فأقبل علي فلطم وجهي۔

ترجمہ: عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جناب صفیہ کا سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے عائشہ کے اونٹ پر رکھ دیا چونکہ جناب صفیہ کا اونٹ کمزور تھا اور عائشہ کا اونٹ طاقتور تھا اور عائشہ کا سامان کم ہونے کی وجہ سے صفیہ کے اونٹ پر رکھ دیا تاکہ سواریوں کو چلنے میں آسانی مل سکے ایسا کرنے کی وجہ سے عائشہ نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرتے ہوئے بولی اے لوگو! دیکھو اس یہودن نے اپنی بات منواتے ہوئے میری سواری پر اپنا سامان رکھوا لیا ہے نبی کریم ﷺ کہنے لگے ام عبداللہ (عائشہ) صفیہ کا سامان زیادہ تھا جو تیرے اونٹ پر رکھا گیا ہے اور تیرا سامان کم تھا جو صفیہ کے اونٹ پر رکھ دیا ہے تاکہ دونوں اونٹوں کو چلنے میں کوئی دشواری نہ ہو اور سفر طے کرنے میں اس طرح سے آسانی ہو گی تو عائشہ کہنے لگی کیا آپ کا یہ گمان نہیں ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہ سن کر آنحضرت ﷺ مسکرانے لگے آنحضرت ﷺ نے کہا اے عائشہ کیا تجھ کو میرے رسول ہونے میں شک ہے پھر عائشہ نے کہا کیا تیرا گمان نہیں ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے اور کہنے لگی کیا تو نے ایسا کر کے انصاف کیا ہے ؟ جب ابو بکر نے عائشہ کی یہ گفتگو سنی جس میں غصہ تھا اور وہ آگے بڑھا اور عائشہ کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مسند ابی یعلیٰ الموصلی ج 8ص 129 رقم الحدیث 4670 مسند عائشہ

مولف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (متوفى 307 هـ) المحقق: حسين سليم أسد [متوفى 1443 هـ]
الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق الطبعة: الأولى، 1404 –

محدث عبدالحق دہلوی لکھتا ہے کہ اس واقعہ کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر غصہ فرمایا اور دو تین ماہ تک ان سے ترک تعلقات کر دیا۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب: مدارج نبوت ج 2 ص 559 ذکر امہات المومنین

9: جناب جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن جزیمہ ہیں یہ خاتون اعلان نبوت سے 2 سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے مسافح بن صفوان مصطلقی کی زوجیت میں تھیں وہ 5 ہجری غزوہ بنی مصطلق میں مارا گیا اس خاتون کو بھی اسیر کرکے باقی قیدیوں کی ساتھ لایا گیا اور یہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی تھی جب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی گئی تو کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جویریہ حارث کی بیٹی ہوں جو اپنے قوم کے سردار ہیں مجھے اتنی مصیبتیں پہنچی ہیں جو آپ پر مخفی نہیں ہیں اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مکاتبت سے میری مدد کریں آپ نے فرمایا کیا اس سے بہتر کام نہ کیا جائے کہ میں تمہارا مال مکاتبت ادا کروں اور تم مجھ سے نکاح کرلو یہ سن کر کہنے لگی جی ہاں آقا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی ہے جب لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کے نکاح کی خبر پہنچی تو کہنے لگے یہ اسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرال ہیں لہذا انھوں نے غزوہ بنی مصطلق کے 100 قیدی رہا کردیے اہل تاریخ کہتے ہیں کہ اس خاتون سے بڑھ کر کوئی خوش نصیب خاتون نہیں دیکھی جو اپنی قوم اور قبیلے کے تمام قیدیوں کی رہائی کا سبب بنی ہو مسلمانوں کا یہ حسن سلوک دیکھ کر اس کا تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کا نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام جویریہ رکھا ہے اس نے 65 سال کی عمر میں 50 ہجری میں وفات پائی ہے اور ان کا مدفن جنت البقیع ہے۔

10: جناب رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

رملہ بنت ابوسفیان ہیں یہ خاتون اعلان بعثت سے 17 سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئی ان کا باپ ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے ان کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس یہ خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی

کی زوجیت میں تھی اس نے اپنے شوہر سمیت مسلمانوں کے ساتھ مل کر حبشہ کی طرف ہجرت کی اس کا شوہر وہاں پہنچ کر نصرانی ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد وہ وہاں ہی فوت ہو گیا اور اس کی وفات کے بعد 7 ہجری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی اصحمہ کے پاس بھیجا تا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بنا کر دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ لے آئے نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے 4000 دینار حق مھر اور کچھ ہدایا کے ساتھ اس خاتون کو دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ کر دیا یہ خاتون اس قدر راسخ العقیدہ مومنہ تھیں اس کے پختہ ایمان ہونے کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جب فتح مکہ سے پہلے ابو سفیان تجدید صلح حدیبیہ کے لیے مدینے منورہ میں آیا اور اپنی بیٹی جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پہنچا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں تھی جب ابو سفیان نے بستر رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھنے کی کوشش کی تو بیٹی نے کہا بابا آپ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور تو ایک نجس اور مشرک شخص ہے ۔

روایت ملاحظہ فرمائیں:أبي سفيان أخبرنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد الله عن الزهري قال لما قدم أبو سفيان بن حرب المدينة جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو يريد غزو مكة فكلمه أن يزيد في هدنة الحديبية فلم يقبل عليه رسول الله فقام فدخل على ابنته أم حبيبة فلما ذهب ليجلس على فراش النبي صلى الله عليه وآله وسلم طونه دونه فقال يا بنية أرغبت بهذا الفراش عني أم بي عنه فقالت بل هو فراش رسول الله وأنت امرؤ نجس مشرك فقال يا بنية لقد أصابك بعدي شر۔

ترجمہ: فتح مکہ سے پہلے ابوسفیان صلح حدیبیہ کی مدت میں توسیع کی خاطر مدینہ آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات نہ مانی پھر وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور بستر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھنے کے لیے آگے بڑھا تو ام حبیبہ نے بستر سمیٹ دیا تو وہ کہنے لگا اے میری بیٹی کیا تو مجھے اس بستر پر بیٹھنے کے زیادہ لائق سمجھتی ہے یا

رسول خدا کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے تو ایک مشرک اور نجس آدمی ہے یہ سن کر کہنے لگا بیٹی آپ نے مجھے رسوا کر کے رکھ دیا ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: الطبقات الكبرى ج 8ص 100 فی النساء
لمؤلف: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد متوفى 230ھ
دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا
الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م

اس زوجہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 44 ہجری 74 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور ان کی قبر جنت البقیع میں ہے پہلے شوہر سے ان کے ہاں دو اولادیں تھیں بیٹے کا نام عبد اللہ اور بیٹی کا نام حبیبہ تھا اور اسی بیٹی کے نام پر ان کی کنیت رکھی گئی ہے ام حبیبہ۔

11: جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

باپ کی طرف سے نسب: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بُجَیر بن الهَزم بن رُوَیبَة۔

ماں کی طرف سے نسب میمونہ ہند بنت عوف بن زہیر یہ خاتون اسلام لانے سے پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کی زوجیت میں تھی اور کچھ عرصے کے بعد اس سے جدا ہو گئی پھر ابو ریم بن عبد اللہ کے ساتھ عقد زوجیت میں منسلک ہو گئی اور اس کے مرنے تک اس کے ساتھ رہی اور اس کی وفات کے بعد اس خاتون نے 7 ہجری میں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا اس کا حق مہر 500 درہم ادا کیا گیا جبکہ اس نے حق مہر کا مطالبہ بھی نہیں کیا تھا اور سورہ احزاب کی آیت نمبر 50 اس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(وَ امرَأةٌ مُؤمِنَةٌ إن وَهَبَت نَفسَها لِلنَّبِيِّ)

ترجمہ: اور اس مومنہ عورت کو بھی (حلال کیا ہے) اگر وہ اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ھبہ کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد یہ خاتون مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حامیوں میں تھی ان کی وفات 51 ہجری میں ہوئی ہے اور ان مدفن مقام سرف ہے جو مکہ اور مدینے کے درمیان واقع ہے۔

12: جناب ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

ماریہ بنت شمعون جو ماریہ قبطیہ کے نام سے معروف ہیں ان کا مقامِ ولادت مصر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 6یا7 ہجری سکندریہ کے بادشاہ مقوس کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعے دعوت اسلام کا خط بھیجا جسے پڑھ کر اس نے نہایت ہی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانہ کو بوسہ دیا اور سینہ سے لگایا اور اسی قاصد کے توسط سے جناب ماریہ قبطیہ، اس کی بہن سیرین، ایک اس کا بھائی، ایک ہزار مثقال سونا20 ملائم کپڑے دلدل نامی خچر اور عفیر نامی گدھا جسے یعفور بھی کہا گیا یہ سب کچھ بطور ہدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ارسال کیا بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے راستہ میں ہی ان لوگوں پر اسلام پیش کیا جو انہوں نے قبول کر لیا بعض نے ذکر کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا جو انہوں نے قبول کر لیا چونکہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو بہنوں کو ایک وقت میں زوجیت میں رکھنا جائز نہیں تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ کو اپنے عقد میں لے لیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں 8 ہجری ایک بیٹا پیدا ہوا جسے ابراہیم بن محمد کہا جاتا ہے اوراس کی بہن سیرین کو حسان بن ثابت کے عقد زوجیت میں دے دیا جس سے حسان کے ہاں ایک بیٹا متولد ہوا جس کا نام عبدالرحمن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب حسان بن ثابت ہم زلف ہیں جناب ماریہ نے حضرت عمر کے زمانہ خلافت 16 ہجری میں رحلت فرمائی ہے ان کا مدفن جنت البقیع ہے۔

واقعہ افک کا بیان

شیعہ کتب میں آیا ہے آیات افک کسی عورت کی طرف سے جناب ماریہ قبطیہ پر لگائی جانے والی تہمت کے دفاع میں نازل ہوئیں ہیں گویا کہ اللہ تعالی نے سورہ نور کی پانچ مندرجہ ذیل آیات جناب ماریہ قبطیہ کی عفت اور پاک دامنی کے دفاع میں نازل فرمائی ہے۔

إنّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَوْلا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ لَوْلا جَاؤُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاء فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاء فَأُوْلَئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ وَلَوْلا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ وَلَوْلا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۔

روایت ملاحظہ فرمائیں:حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضال قال حدثنا عبد الله بن بكير عن زرارة قال: سمعت أبا جعفر عليهما السلام يقول: لما مات إبراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وآله حزن عليه حزنا شديدا فقالت ع ش ما الذي يحزنك عليه فما هو إلا ابن جريح، فبعث رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وأمره بقتله فذهب علي عليه السلام إليه ومعه السيف وكان جريح القبطي في حائط وضرب علي عليه السلام باب البستان فأقبل إليه جريح ليفتح له الباب فلما رأى عليا عليه السلام عرف في وجهه الغضب فأدبر راجعا ولم يفتح الباب فوثب علي عليه السلام على الحائط ونزل إلى البستان واتبعه وولى جريح مدبرا فلما خشي ان يرهقه صعد في نخلة وصعد علي عليه السلام في اثره فلما دنا منه رمى بنفسه من فوق النخلة فبدت عورته فإذا ليس له ما للرجال ولا ما للنساء فانصرف علي عليه السلام إلى النبي صلى الله عليه وآله فقال يارسول الله إذا بعثتني في الامر أكون فيه كالمسمار المحمى في الوتر أم أثبت؟ قال فقال لا بل أثبت، فقال والذي بعثك بالحق ما له ما للرجال ولا ما

للنساء فقال رسول الله صلى الله عليه وآله الحمد لله الذي يصرف عنا السوء أهل البيت .

ترجمہ: جناب زرارہ بن اعین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم ابنِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ غمزدہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عورت نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بچے کے لیے اس قدر غمزدہ کیوں ہیں؟

جب کہ وہ آپ کا بچہ نہیں ہے وہ تو جریح قبطی کا بیٹا ہے بس اتنا سننا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا جاؤ جریح کو قتل کر دو پس حضرت علی علیہ السلام گئے آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جُریح قبطی ایک باغ میں رہائش پذیر تھا آپ علیہ السلام اس باغ کے دروازے پر جا پہنچے جہاں جریح رہ رہا تھا آپ علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی جریح دروازے پر آیا تا کہ دروازے کو کھولے لیکن جیسے ہی اس نے دروازے کے سوراخ سے مولا علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام کے چہرے پر غضب و غصہ کے آثار نمایاں ہیں اور ہاتھ میں ننگی تلوار بھی ہے وہ دروازہ کھولے بغیر ڈر کے مارے واپس دوڑ گیا مولا علی علیہ السلام دیوار کو پھلانگ کر باغ میں داخل ہو گئے آپ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے چلنے لگے جب اس نے دیکھا کہ علی علیہ السلام میرے پیچھے آرہے ہیں وہ ڈر کر کھجور کے درخت پر چڑھ گیا علی علیہ السلام بھی اس کے پیچھے درخت پر چڑھ گئے جب آپ علیہ السلام اس کے قریب ہو گئے تو اس نے ڈر کے مارے اپنے آپ کو درخت سے نیچے گرا دیا جب وہ درخت سے نیچے گرا تو اس کی دھوتی کھل گئی تو وہ مخنث ظاہر ہوا علی علیہ السلام اس کا سر قلم کیے بغیر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واپس پہنچ گئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکم مجھے دیا تھا فقط قتل کا تھا یا کچھ ثابت کرنے کے لیے تھا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے کچھ ثابت کرنے کے لئے حکم دیا تھا آپ علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے مخنث پایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام حمد اس

اللہ کے لیے ہے جس نے ہم اہل بیت اطہار علیہم السلام سے برائی کو دور رکھا ہے۔
تفسیر القمی ج 2ص 99 تالیف الشیخ علی بن ابراہیم قمی متوفی 285ھ

انبیاء علیہم السلام کی بیویاں عفیف

شیعہ کے مسلمہ عقائد کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی بیویاں زانیہ نہیں ہوتیں لیکن جناب نوح علیہ السلام اور جناب لوط علیہ السلام کی بیویوں کی طرح کافرہ اور دشمن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہو سکتی ہیں مگر وہ زنا جیسے فعل قبیح کا مرتکب نہیں ہوا کرتی اس معاملے میں وہ عفیف اور پاک دامن ہوتی ہیں .

اہلسنت عقائد و نظریات کے مطابق سورہ نور کی پانچ آیات عبد اللہ بن ابی سلول کی طرف سے جناب عائشہ پر لگائی جانے والی زنا کی تہمت کے دفاع میں نازل ہوئی ہیں۔

علمی لحاظ سے نابالغ افراد سورہ نور کی ان آیات کے ذریعے سے بی بی عائشہ کو اصحاب کساء کے مقابلے میں کھڑا کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عائشہ وہ ہے جس کی عصمت کی گواہی خود اللہ تعالی نے ھذا بہتان عظیم کہہ کر دی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عورت کا اپنے دامن کو زنا جیسی غلاظت سے آلودنہ ہونے دینا ایک قابل تحسین فعل ہے مگر اس کی اولاد کا اس چیز کو مقام افتخار پر پیش کرنے کی بھی عقلاء مذمت کرتے ہیں ۔

آنکھوں دیکھا حال

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک رافضی اور ایک ناصبی دونوں کسی دوست کے ہاں دعوت پر مدعو تھے کھانے کی میز سج گئی وہاں اور لوگ بھی اس دعوت میں شریک تھے رافضی اور ناصبی کا ایک جگہ اکھٹے ہونا بلکل ایسے ہی ہوا کرتا ہے جیسے ایک کمان میں دو تیروں کا اکٹھا ہونا آخرکار رافضی اور ناصبی کے درمیان مناظرے کا میدان سج گیا جسے دیکھ کر تمام حاضرین محفل کی نظریں رنگا رنگ کھانوں سے ہٹ کر رافضی اور ناصبی کے منہ سے نکلنے والے کلمات پر جم کر رہ گئیں رافضی نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عصمت اور عفت کو ثابت کرنے کے لیے آیت تطہیر کو اپنا

سر نامہ کلام قرار دیا اور اس موضوع پر کتب فریقین سے دلائل و براہین کے انبار لگا دیے اور چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ ہمارے ہادیان دین وہ ہیں کہ جن کی عصمت و عفت کی سند آیت تطہیر ہے۔

(إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)

یہ سن کر ناصبی سیخ پا ہو گیا اور خاموش نہ رہ سکا اور کہنے لگا کہ ہماری امی جان جناب عائشہ کی شان میں بھی آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالی نے ان کی بھی عصمت کی گواہی دی ہے، اتنے میں حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اس نے ناصبی شخص سے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟

ناصبی شخص بولا: هذا بهتان عظيم ۔

وہ شخص بولا: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟ یہ آیت کب نازل ہوئی ہے؟

وہ ناصبی بولا: جب ہماری امی جان پر کسی منافق نے زنا کی تہمت لگائی تو اللہ تعالی نے ہماری امی جان کے متعلق لگائی جانے والی زنا کی تہمت کے دفاع میں سورہ نور کی چند آیات نازل فرمائی ہیں ان میں ایک آیت (هذا بهتان عظيم) نازل فرمائی جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے باقی انشاء اللہ پڑھوں گا، وہ شخص بولا بھائی اس میں کوئی فضیلت والی بات تو نہیں ہے جس کا آپ بار بار تکرار کر رہے ہو وہ ناصبی بولا: وہ کیسے؟

وہ شخص بولا مثلاً میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کی ماں بڑی اچھی ہے اس نے زنا نہیں کروایا اور زنا سے نفرت بھی کرتی ہے، یہ سن کر اس ناصبی شخص کے کان لال ہو گئے اور بولا اے بدبخت اپنی زبان کو بند رکھ یہ تو کیا بکواس کر رہا ہے؟

یہ کہہ کر تو میری توہین کر رہا ہے اور مجھے گالیاں دے رہا ہے۔

وہ شخص بولا بھائی نہ تو میں آپ کو گالیاں دے رہا ہوں اور نہ ہی آپ کی توہین کر رہا ہوں بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی ماں زنا نہیں کرواتی وہ تو ایک پاک دامن خاتون ہے اس میں گالی گلوچ اور اہانت والی کون سی بات ہے؟

اس بات پر تو آپ کو بھرے مجمع میں فخر کرنا چاہیے اور لوگوں کو بتانا چاہیے کہ میری ماں زنا نہیں کرواتی پاک دامن ہے آخر کار ناصبی شخص یہ کہنے پہ مجبور ہو گیا بھائی بات تو آپ کی صحیح ہے لیکن اس عدم فحش فعل کی نسبت میری ماں کی طرف دینا ہی میری اور میری ماں کی توہین اور اہانت سے خالی نہیں، وہ شخص بولا: بھائی صاحب ذرا ہوش کے ناخن لو جب ان تنزیہ کلمات کی نسبت تو اپنی ماں کے لیے گوارا نہیں کرتا تو بھرے مجمعے میں نبی کی زوجہ کے لئے کیسے فخر سے کر کہہ رہا ہے کہ کسی منافق نے اس زوجہ نبی پر زنا کی تہمت لگا دی تو اللہ تعالی نے اس تہمت کے ازالہ کی خاطر سورہ نور کی چند آیات کو نازل فرمایا وہ شخص بولا: بھائی عقل سے کام لو ورنہ خاموش ہو جاؤ یہ سن کر وہ ناصبی شخص دم دبا کر بھاگ گیا اور کہنے لگا آئندہ میں کسی رافضی کے ساتھ ایک منٹ کے لیے بیٹھنا گوارا نہیں کروں گا۔

13: جناب ریحانہ بنتِ شمعون بن زید رضی اللہ عنہا

ریحانہ بنت شمعون قبیلہ قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں اور اسی خاندان کے الحکم نامی شخص کی زوجیت میں رہ چکی تھی جو 6 ہجری غزوہ بنو قریظہ کے دوسرے دن یہودیوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا، اس روز جو عورتیں اور بچے اسیر بنا کر لائے گئے تھے انہی میں حضرت ریحانہ بھی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بڑی احتیاط کے ساتھ ام المنذر بنتِ قیس کے گھر میں ٹھہرا دیا۔

اس خاتون کا تعلق یہودی مذہب کے ساتھ تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اسے لایا گیا تو یہ مسلمان ہو گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے آزادی دلانے کے بعد اپنی زوجیت میں لائے اس خاتون نے تقریباً ساڑھے 4 سال نبوت کے سائے میں بحیثیت زوجہ گزارے حجۃ الوداع کے بعد 10 ہجری کو دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئیں ان کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

شرف زوجیت سے محروم خواتین

کچھ خواتین نے شرف زوجیت رسالت حاصل کرنا تو چاہا مگر زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہ بیٹھیں وہ تین خواتین مندرجہ ذیل ہیں۔

1: حضرت خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ ثعلبیہ آپ حضور تک پہنچنے سے قبل ہی فوت ہوگئی۔

2: حضرت شراف خواہر حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں لایا تو گیا مگر وہ صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی وفات گئی۔

3: حضرت سنا بنت صلت بن حبیب بن حارثہ سلیمی قبل اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تک پہنچیں وہ وفات پاگئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ یعقوبی ج 2 ص 57 ذکر ازواج رسول اللہ مصنف احمد بن اسحاق بن جعفر یعقوبی متوفی 292 ھ

ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلاق کا بیان

مورخین اہل سنت نے ذکر کیاہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اپنی بعض عورتوں کو طلاق دے کرانہیں اپنی زندگی سے ہمیشہ کیلئے دور کر دیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1: **اسماء بنت نعمان کندی:** یہ قبیلہ بنی اکل المراد سے تھی یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں نے اس سے کہا اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رتبہ حاصل کرنا چاہتی ہے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے پاس آئیں تو تو اللہ کی پناہ مانگنا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور پردہ لٹکایا تو کہنے لگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور پھر فرمایا اللہ کی پناہ لینے والا امن میں ہے اپنے اہل و عیال کے پاس چلی جاؤ پھر بعد ازاں مہاجر امیہ مخزومی نے اسماء بنت نعمان کندی سے نکاح کیا پھر مہاجر کے بعد قیس بن مکشوح مرادی نے اس سے نکاح کیا۔

2 **عمرہ بنت یزید بن عبید بن رواس الکلابی** :جب آنحضرت ﷺ تک اس کے مبروص ہونے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔

3:**عالیہ بنت ظبیان بن عمرو کلابی**:اسے آپ ﷺ نے طلاق دے دی۔

4: **جونیہ**:یہ خاتون قبیلہ کندہ سے تعلق رکھتی تھی ابو اُسید ساعدی اسے آپ ﷺ کے پاس لائے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے اس کی کنگھی کرنے اور اس کی اصلاح واحوال کی ذمہ داری لی ان دونوں میں سے ایک نے اسے کہا جب رسول خدا ﷺ عورت کے پاس آتے ہیں اور اس کی طرف اپنا ہاتھ دراز کرتے ہیں تو آپ کو عورت کی یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ آپ ﷺ سے کہے میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں پس اس نے ایسا ہی کیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیا اور اس سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور فرمایا تو نے پناہ مانگی ہے تو اس نے تین بار پناہ مانگی پھر آپ ﷺ باہر چلے گئے ابو اسید ساعدی کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کے خاندان کے پاس پہنچا دے مورخین کا خیال ہے کہ وہ اسی غم سے فوت ہو گئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: تاریخ یعقوبی ج 2 ص 57 ذکر اذواج رسول اللہ مصنف احمد بن اسحاق بن جعفر یعقوبی متوفی 292ھ

تتمہ: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے مولا علی علیہ السلام نے جنگ جمل کے موقع پر بی بی عائشہ کو طلاق کی دھمکی دی تھی اس واقعے کو شیعہ وسنی مورخین اور محدثین نے اپنی اپنی کتب میں رقم کر رکھا ہے۔ اہل سنت مورخ احمد بن اعثم لکھتا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: قال: فدعا علي ببغلة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستوى عليها، وأقبل إلى منزل عائشة، ثم استأذن ودخل فإذا عائشة جالسة وحولها نسوة من نساء أهل البصرة وهي تبكي وهن يبكين معها، قال: ونظرت صفية بنت الحارث الثقفية امرأة عبد الله بن خلف الخزاعي إلى علي، فصاحت هي ومن كان معها هناك من النسوة وقلن بأجمعهن: يا قاتل الأحبة يا مفرق بين

الجميع أيتم الله منك بنيك كما أيتمت ولد عبد الله بن خلف! فنظر إليها علي فعرفها فقال: أما اني لا ألومك أن تبغضيني وقد قتلت جدك في يوم بدر، فقتلت عمك يوم أحد، وقتلت زوجك الآن، ولو كنت قاتل الأحبة كما تقولين لقتلت من في هذا البيت ومن في هذه الدار قال: فأقبل علي على عائشة فقال: ألا تنحين كلابك هؤلاء عني، أما إنني قد هممت أن أفتح باب هذا البيت فأقتل من فيه، وباب هذا البيت فأقتل من فيه، ولولا حبي للعافية لاخرجتهم الساعة فضربت أعناقهم صبرا، قال: فسكتت عائشة وسكتت النسوة فلم تنطق واحدة منهن. قال: ثم أقبل على عائشة فجعل يوبخها ويقول: أمرك الله أن تقري في بيتك وتحتجبي بسترك ولا تبرجي، فعصيته وخضت الدماء، تقاتليني ظالمة وتحرضين علي الناس،وسماك أم المؤمنين وضرب عليك الحجاب قومي الآن فارحلي واختفي في الموضع الذي خلفك فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى آن يأتيك فيه آجلك، ثم قام علي فخرج من عندها. قال: فلما كان من الغد بعث إليها ابنه الحسن، فجاء الحسن فقال لها: يقول لك أمير المؤمنين (أما والذي خلق الحبة وبرأ النسمة! لئن لم ترحلي الساعة لأبعثن عليك بما تعلمين)، قال: وعائشة في وقتها ذلك قد ضفرت قرنها الأيمن وهي تريد أن تضفر الأيسر، فلما قال لها الحسن ما قال وثبت من ساعتها وقالت: رحلوني! فقالت لها امرأة من المهالبة: يا أم المؤمنين! جاءك عبد الله بن عباس فسمعناك وأنت تجاوبيه حتى علا صوتك ثم خرج من عندك وهو مغضب، ثم جاءك الآن هذا الغلام برسالة أبيه فأقلقك وقد كان أبوه جاءك فلم نر منك هذا القلق والجزع! فقالت عائشة: إنما أقلقني لأنه ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمن أحب آن ينظر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلينظر إلى هذا الغلام، وبعد فقد بعث إلي أبوه بما قد علمت ولا بد من الرحيل،

فقالت لها المرآة: سألتك بالله وبمحمد صلى الله عليه وسلم إلا أخبرتني بماذا بعث إليك علي رضي الله عنه، فقالت عائشة رضي الله عنها: ويحك! إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أصاب من مغازيه نفلا فجعل يقسم ذلك في أصحابه، فسألناه أن يعطينا منه شيئا وألححنا عليه في ذلك، فلامنا علي رضي الله عنه وقال: حسبكن أضجرتن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتجهمناه وأغلظنا له في القول. فقال: ﴿ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾

فأغلظنا له أيضا في القول وتجهمناه، فغضب النبي صلى الله عليه وسلم من ذلك وما استقبلنا به عليا، فأقبل عليه ثم قال: يا علي! إني قد جعلت طلاقهن إليك فمن طلقتها منهن فهي بائنة، ولم يوقت النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك وقتا في حياة ولا موت، فهي تلك الكلمة، وأخاف أن أبين من رسول الله صلى الله عليه ووآله سلم۔

ترجمہ: راوی کہتا ہے جنگ جمل کے خاتمے کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر منگوائی اس پر سوار ہو کر وہاں پہنچ گئے جہاں بی بی عائشہ ٹھہری ہوئی تھی اجازت طلب کرنے کے بعد گھر میں داخل ہو گئے وہاں بی بی عائشہ کے ارد گرد بصرہ کی چند اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں جو اس کے ساتھ مل کر رو رہی تھیں صفیہ بنت حارث ثقفیہ جو کہ عبداللہ بن خلف خزاعی کی بیوی تھی حضرت علی علیہ السلام کو دیکھتے ہی چیخ اٹھی اور وہاں موجود دیگر عورتوں نے بھی اس کے ساتھ مل کر چیخنا اور رونا شروع کر دیا۔

وہ کہنے لگی اے محبوبوں کے قاتل! اے خاندان میں جدائی ڈالنے والے! اللہ تمہارے بچوں کو اسی طرح یتیم کرے جیسے تم نے عبداللہ بن خلف کے بچوں کو یتیم کیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے صفیہ کی طرف دیکھا تو اسے پہچان لیا اور فرمایا میں تیری ملامت نہیں کرتا کہ تو مجھ سے دشمنی رکھتی ہو میں نے تمہارے دادا کو بدر کے دن قتل کیا! تمہارے چچا کو احد کے دن قتل کیا اور

ابھی تمہارے شوہر کو قتل کیا اگر میں واقعی محبوبوں کا قاتل ہوتا جیسا کہ تو کہہ رہی ہے تو میں اس گھر میں موجود تمام لوگوں کو قتل کر دیتا پھر حضرت علی علیہ السلام ح جناب عائشہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے کیا تم اپنی ان گھٹیا عورتوں کو مجھ سے دور نہیں کروں گی

میں نے تو ارادہ کر لیا تھا کہ اس گھر کا دروازہ کھول کر اس میں سب کو قتل کر دوں اور دوسرے دروازے سے بھی سب کو نکال کر ان کی گردنیں اڑا دوں لیکن میں صلح عافیت کو زیادہ پسند کرتا ہوں یہ سن کر عائشہ اور تمام عورتیں خاموش ہو گئیں کسی نے کوئی جواب نہ دیا پھر حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عائشہ کو ڈانتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دے رکھا ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پردے میں رہو اور باہر نہ نکلو تم نے اللہ کی نافرمانی کی اور جنگ میں کود پڑی اور تم مجھ پر ظلم کرنے لگی اور لوگوں کو میرے خلاف اکسانے لگی تم کو ام المومنین کا لقب دیا گیا ہے۔

تجھے پردے کا حکم دیا گیا تو اب واپس لوٹ جا اور وہاں رہو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں رہنے کا حکم دیا ہے اور وہیں اپنی زندگی کے باقی دن گزارو یہاں تک تمہاری موت آجائے یہ کہ کر حضرت علی علیہ السلام وہاں سے چل پڑے۔

اگلے دن حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو عائشہ کے پاس بھیجا امام حسن علیہ السلام نے کہا امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا اگر تم نے ابھی مدینہ کی طرف سفر نہ کیا تو میں تمہارے خلاف وہ قدم اٹھاؤں گا جسے تو خوب جانتی ہو یہ سنتے ہی عائشہ نے اپنے بالوں کے خضاب کو ادھورا چھوڑ دیا جب کہ اس وقت وہ دائیں گیسو کا خضاب مکمل کر چکی تھی بائیں گیسو پر خضاب لگانے والی تھی اور کہنے لگی مجھے فورا روانہ کیا جائے یہ بات سن کر اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی ایک عورت نے کہا اے ام المومنین کل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے تھے تو نے ان کے ساتھ ایسے لہجہ میں بات کی یہاں تک کہ تمہاری آواز بلند ہو گئی اور وہ ناراض ہو کر یہاں سے چلے گئے اب یہ نوجوان حضرت حسن علیہ السلام

اپنے والد کا پیغام لے کر آیا ہے اور تو اتنی بے چین اور بے قرار کیوں دکھائی دینے لگی ہو حالانکہ جب حسن علیہ السلام کے باپ خود آئے تھے تو ہم نے تجھے اتنا پریشان حال نہیں دیکھا حضرت عائشہ نے جواب دیا مجھے بے چین اس لئے ہونا پڑا کیونکہ یہ نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کا بیٹا ہے جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا چاہے وہ اس نوجوان کو دیکھ لے۔

رہی بات اس کے والد حضرت علی علیہ السلام کے پیغام کی تو وہ میں جانتی ہوں اور مجھے یہاں سے جانا ہی ہو گا حضرت علی علیہ السلام کے اس سخت رویے کی وجہ سے اس عورت نے حضرت عائشہ سے کہا میں تمہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم دیتی ہوں بتاؤ حضرت علی علیہ السلام نے تمہیں کیا پیغام بھیجا ہے حضرت عائشہ نے کہا افسوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ سے واپس آئے اور انہیں جو مال غنیمت ملا وہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کرنے لگے ہم نے مال غنیمت میں سے کچھ مال مانگا اور بار بار اصرار کرنے لگیں حضرت علی علیہ السلام نے ہمیں ڈانٹا اور کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کر رکھا ہے اس بات پر میں حضرت علی علیہ السلام پر غضبناک ہو گئ اور ان سے بد سلوکی کی تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت تلاوت فرمائی اگر نبی تمہیں طلاق دے دیں تو عنقریب اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے گا۔

یہ سن کر ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اور سخت رویہ اختیار کر لیا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر غضبناک ہو گئے اور ہم حضرت علی علیہ السلام کو ناپسند کرنے لگیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علی علیہ السلام میں نے اپنی بیویوں کی طلاق کا معاملہ تمہارے اختیار میں دے دیا ہے جسے تم طلاق دو گے وہ طلاق بائن شمار ہو گی اور وہ مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائے گی۔

یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہے تھے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں میں واقعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہو جاؤں۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب الفتوح ج 2 ص 484
ذكر دخول علي على عائشة وما جرى بينهم من الكلام حين أمرها بالانصراف إلى المدينة.
مصنف أبي محمد أحمد بن أعثم الكوفي المتوفى سنة 314 ھ
تحقيق: على شيرى
سنہ الطبع 1411 ھ

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے جب شوہر کی وفات ہی عورت کیلئے طلاق کا حکم رکھتی ہے یعنی اسے دوبارہ شادی کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کی طلاق کا اختیار علی علیہ السلام کے پاس کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب: یہی سوال حضرت امام صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے محضر مبارک میں پیش کیا گیا امام علیہ السلام نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ قارئین کی پیش نظر کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ سرکار صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے پوچھا گیا جب شوہر کی وفات ہی عورت کیلئے طلاق کا حکم رکھتی ہے تو پھر اس طلاق کا کیا معنی ہے جو جنگ جمل کے خاتمے پر امام علی علیہ السلام نے عائشہ کو دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر تو فتنہ گیری سے باز نہ آئی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا

مجھے اس طلاق کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں جس کا حق فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کے اختیار میں دیا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو عظمت سے نوازا ہے اور انہیں امہات المومنین کا شرف بخشا ہے اور فرمایا:

فقال رسول الله: يا أبا الحسن إن هذا الشرف باق لهن ما دمن الله على الطاعة، فأيتهن عصت الله بعدي بالخروج عليك فأطلق لها في الأزواج وأسقطها من شرف أمومة المؤمنين.

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے: ابو الحسن علیہ السلام یہ شرف ان کے لیے اسی وقت تک رہے گا جب تک وہ اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گیں لہذا جو کوئی بھی میرے بعد تمہارے خلاف بغاوت کرے گی تو تم اسے طلاق دے کر اسے امہات المومنین کے شرف سے محروم کر دینا۔

كتاب كمال الدين وتمام النعمة ج 1 ص487 الباب الخامس والاربعون ذكر توقيعات
للشيخ الجليل الأقدم الصدوق أبى جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي المتوفى سنه 381 صححه وعلق عليه على أكبر الغفاري مؤسسة النشر الاسلامي (التابعة) لجماعة المدرسين بقم المشرفة (إيران)

حق مہر کا بیان

حق مہر وہ مقرر کردہ رقم ہوتی ہے جو مسلمان مرد نکاح کے عوض اپنی منکوحہ کو ادا کرتا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے یہ بیوی کا حق ہے جو مرد پر واجب الادا ہوا کرتا ہے اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں مرد گنہگار ٹھہرے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی باز پرس ہو گی ہاں اگر عورت اپنی رضامندی سے کچھ حصہ معاف کرنا چاہے تو معاف کر سکتی ہے جیسا کہ سورہ نساء کی آیت نمبر 4 میں ارشاد خداوندی ہے عورتوں کو ان کا مہر خوشی سے دیا کرو وہاں اگر وہ کچھ حصہ اپنی خوشی سے معاف کر دیں تو اسے خوشگواری سے بلا کراہت کھا سکتے ہو۔

شیعہ سنی دونوں مکتب فکر کے نزدیک سنت حق مہر کی مقدار 500 درہم چاندی یا اس کی مالیت ہے جو آج کی تاریخ (29 جنوری 2025)ء کے مطابق 423052.08 روپیہ بنتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کو اسی مقدار کے برابر حق مہر ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں اس بیان کردہ مقدار سے کچھ کم تو کیا جا سکتا ھے مگر اس سے بڑھایا نہیں جا سکتا۔

كتاب وسائلِ الشيعہ ج 7 ص 8 كتاب النكاح / الشيخ محمد بن حسن الحر العاملی متوفی 1104كتاب النكاح

سنت حق مہر کابیان

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے شیعہ و سنی کتب احادیث سے ایسی صحیح روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جن میں سنت حق مہر کی مقدار کا تذکرہ موجود ہے اور اسی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی بیویوں کو حق مہر ادا کیا ہے۔

روایت 1 ملاحظہ فرمائیں:محمد بن الوليد ومحمد بن عيسى والحسن بن ظريف

وعلي بن إسماعيل كلهم، عن حماد بن عيسى، عن الصادق، عن أبيه عليهما السلام قال: ما زوج رسول الله صلى الله عليه وآله شيئا من بناته ولا تزوج شيئا من نسائه على أكثر من اثني عشر أوقية ونش - يعني نصف أوقية -

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں کے حق مہر میں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی سے کچھ زیادہ ادا نہیں کیا۔

کتاب بحار الانوار ج 100ص 347 الباب السابع عشر المهور واحكامها۔
محمد باقر مجلسی متوفی 1110ھ تحقيق:محمد مهدى 'السيد حسن الموسوى
سنہ الطبع 1403 ھ 1983م

نوٹ : بیٹیوں سے مراد صلبی بیٹی جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور تین پروردہ بیٹیاں یعنی زینب ،ام کلثوم، اور رقیہ، ہیں جو جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام کی بھانجیاں تھیں ان کی والدہ کا نام ہالہ اور باپ کا نام ابو الہند تھا انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی عربوں کا یہ دستور تھا جو بھی کوئی یتیم بچہ جس کے گھر میں پرورش پاتا اسی کی طرف منسوب کیا جایا کرتا تھا ان بیٹیوں کا قضیہ بھی کچھ اس طرح سے ہی ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹیاں ہرگز نہیں بلکہ پروردہ ہیں۔

کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ ص 112مصنف على بن احمد المعروف احمد القاسم الکوفی متوفی 352 ھ

اسی طرح محدث اعظم الشیخ صدوق علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ سنت حق مہر 500 درہم ہے

عبارت ملاحظہ فرمائیں: وإذا تزوجت فانظر أن لا يجاوز مهرها مهر السنة،وهي خمسمائة درهم، فعلى هذا تزوج رسول الله - صلى الله على وآله وسلم نساءه۔

ترجمہ جب تم شادی کرو تو سنت حق مہر سے تجاوز نہ کرنا اور اس کی مقدار 500 درہم ہے اور یہ حق مہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو دیا ہے۔

کتاب المقنع ص 302 مهر السنة تاليف الشيخ صدوق متوفی 381ھ
تحقيق:للجنہ التحقيق التابعہ الموسئسہ الامام الهادی علیہ السلام
سنہ الطبع 1415 ھ

روایت 2:وعن أبي سلمة قال: سألت عائشة: كم كان صداق النبي صلى الله عليه وآله وسلم قالت: كان صداقه لأزواجه اثنتي عشرة أوقية ونش قالت: أتدري ما النش؟ قلت: لا قالت: نصف أوقية فتلك خمسمائة درهم۔

ترجمہ: حضرت ابو سلمی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کا حق مہر کتنا تھا تو اس نے بتایا کہ ان کا حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تھا جو 500 درہم بنتے ہیں۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مشكاة المصابيح ج 2 ص 957 كتاب نكاح
المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب التبريزى متوفى502 ھ
المحقق: محمد ناصر الدين الألباني الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت
الطبعة: الثالثة،

گویا شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کے ہاں ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مہر کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مذکور ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو اس حساب سے پانچ سو درہم بنتے ہیں یہی سنت حق مہر ہے۔

سوال: جب سنت حق مہر کی مقدار 500 درہم ہے تو جناب ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا حق مہر 4000 درہم کیوں ادا کیا گیا۔

جواب: علماء اعلام فرماتے ہیں کہ جناب ام حبیبہ کے اس مقدار کے برابر ادا کردہ حق مہر کو استثنیٰ حاصل ہے کیونکہ اس قدر حق مہر حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے جناب ام حبیبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بطورِ ہدیہ پیش کیا تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حق مہر کی مخالفت نہیں کی بلکہ اسے برقرار رکھا جبکہ سنت حق مہر 500 درہم ہی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد شادیوں کی حکمت عملیاں

ہمارے علمائے اعلام بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ حکمتوں، مصلحتوں اوراپنے تبلیغی مشن کو ملحوظ رکھتے ہوئے متعدد شادیاں کیں مثلاً

1: آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ عرب کے مشہور اور بڑے قبائل سے ازدواجی رشتہ قائم کرکے ان کی سیاسی اور سماجی حمایت کو حاصل کیا جاسکے۔

2: آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم اور تعدی کی چکی میں پسنے والی بعض بیوہ اور کنیز خواتین کو اپنی زوجیت میں لائے تھے تاکہ معاشرے میں انہیں نمایاں قدرومنزلت حاصل ہوسکے۔

3: آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی راہ میں سختیاں اور مصیبتیں جھیلنے والی بعض خواتین کو عقد زوجیت میں لائے تاکہ ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی ہوسکے۔

4: آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض شادیاں اسیر خواتین کو آزادی دلانے کی خاطر کیں تھیں۔

5: ان ازواج کے ذریعے بہت سی نسوانی تربیت جو دوسری صورت میں نہیں ہوسکتی تھی آسان ہو گئی۔

اس کے برعکس اہلسنت علماء نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت زواج کی وجہ قوت شہوانی اور لذت جماع بیان کی ہے۔

محدث عبدالحق دہلوی لکھتا ہے کہ اہل سیر بیان کرتے ہیں قوت مباشرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو 30 یا 40 مردوں کی ودیعت ہوئی تھی لامحالہ آپ کے لیے مباح ہوا کہ اپنے نکاح میں جتنی ازواج مطہرات چاہیں رکھیں آگے لکھتا ہے بخاری میں حضرت انس سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام ازواج پر دورہ فرماتے اور وہ 11 تھیں ایک روایت ہے کہ 9 تھیں اور تحدیث نعمت میں فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو 30 مردوں کی طاقت عطا کی گئی اور مجاہد سے مروی ہے کہ 40 مردوں کی قوت دی گئی ایک روایت میں مجاہد سے مروی ہے کہ

40 جنتی جوانوں کی قوت دی گئی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب مدارج النبوت ج2 ص537

قسم پنجم باب دوم ذکر امھات المومنین تصنیف: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ترجمہ: علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی شبیر برادرز 40 اردو بازار -زبیدہ سنٹر- لاہور

نوٹ : مولف کہتا ہے اگر کثرت سے شادیاں خواہشات نفس کی بنیاد پر ہوتی تو ان ازواج میں دو کے (جناب خدیجہ اور عائشہ) کے علاوہ سب سن رسیدہ اور معمر نہ ہوتی۔

کثرت ازواج نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر مسلمان کے لیے روا ہے کہ وہ ایک وقت میں چار عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو اس حکم سے استثنیٰ دے رکھا ہے وہ جتنی عورتیں چاہیں ایک وقت میں اپنی زوجیت میں رکھ سکتے ہیں کوئی مانع نہیں۔

جیسا کہ حکم ربوبیت ہے:﴿یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَکَ اَزۡوَاجَکَ الّٰتِیۡۤ اٰتَیۡتَ اُجُوۡرَہُنَّ وَ مَا مَلَکَتۡ یَمِیۡنُکَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیۡ ہَاجَرۡنَ مَعَکَ ۫ وَ امۡرَاَۃً مُّؤۡمِنَۃً اِنۡ وَّہَبَتۡ نَفۡسَہَا لِلنَّبِیِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَہَا ٭ خَالِصَۃً لَّکَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَیۡہِمۡ فِیۡۤ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ لِکَیۡلَا یَکُوۡنَ عَلَیۡکَ حَرَجٌ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا﴾

ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی وہ بیویاں حلال کی ہیں جن کے مہر آپ نے دے دیئے ہیں اور وہ کنیزیں بھی جو اللہ نے (بغیر جنگ کئے) آپ کو عطا کی ہیں نیز آپ کے چچا کی بیٹیاں آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے (سب حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کرے اور اگر نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ (اجازت) صرف آپ کے لئے ہے مومنین کے لیئے نہیں ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے مومنوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں (حق مہر) معین کیا ہے (آپ کو یہ رعایت اس لئے حاصل ہے) تا کہ آپ پر کسی

قسم کا کوئی مضائقہ نہ ہو اور اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ سورہ احزاب آیت 50

یعنی اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس معاملے میں کوئی حد معین نہیں کرر کھی اور یہ چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ کوئی خاتون اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بلا مھر ہبہ کر دے اور رسول بھی قبول کر لیں تو وہ عورت آپ کی بیوی بن جائے گی۔

عائشه اورحفصه کا قابل اعتماد ہونا

اہل سنت حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ اور حفصہ کو مخاطب کرتے ہوئے ان الفاظ میں انھیں ابو بکر اور عمر کے خلیفہ بننے کی خبر دی یہ بات ان دونوں کے قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: إن أبا بكر يلي الخلافة بعدي ثم بعده أبوك

ترجمہ: میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن جائیں پھر اس کے بعد تیرا باپ (عمر) خلیفہ بن جائے۔

جواب: مرزا غالب نے کیا خوب کہا ہے

اس سادگی پہ کوئی مر نہ جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

جہاں تک ان دونوں کے قابل اعتماد ہونے کا تعلق ہے وہ تاریخ اور تفسیر کے ذہین طالب سے مخفی نہیں ہے جہاں تک اس قول کے ذریعے شیخین کی خلافت کو ثابت کرنے کی بات ہے یہ سعی لا حاصل ہے۔

کیونکہ عبارت کے سیاق وسباق کا لحاظ کیے بغیر درمیان سے ایک جملہ کاٹ کر شیخین کی خلافت کو نصی ثابت کرنے کی ناکام اور مجرمانہ کوشش کی جاتی ہے کس قدر یہ خوب مقولہ ہے۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

اب میں قارئین کے سامنے مکمل روایت پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ خوب اندازہ لگایا جا سکتا

ہے کہ اس پیش کردہ روایت سے شیخین کے اعلان خلافت کی بجائے محمد رسول ﷺ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا جارہا ہے۔

مشہور مقولہ ہے کہ: گدھا سینگ لگوانے گیا کان کٹوا کے واپس لوٹا۔

آیت روایت مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب نبی نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات کہی تھی پس جب اس نے اس راز کو فاش کیا اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کیا تو اسے نبی نے اس کا کچھ حصہ بتایا اور کچھ حصہ مخفی رکھ لیا اور پھر جب نبی نے اپنی زوجہ کو وہ بات بتادی تو وہ کہنے لگی آپ کو یہ کس نے بتایا ہے آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔ سورہ تحریم آیت 3

شان نزول: كان سبب نزولها أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان في بعض بيوت نسائه وكانت مارية القبطية تكون معه تخدمه وكان ذات يوم في بيت حفصة فذهبت حفصة في حاجة لها فتناول رسول الله (صلى الله عليه وآله) مارية فعلمت حفصة بذلك فغضبت وأقبلت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقالت يا رسول الله في يومي وفي داري وعلى فراشي فاستحيى رسول الله (صلى الله عليه وآله) منها فقال كفي قد حرمت مارية على نفسي ولا أطأها بعد هذا أبدا وأنا أفضي إليك سرا إن أنت أخبرت به فعليك لعنة الله والملائكة والناس أجمعين فقالت نعم ما هو فقال إن أبا بكر يلي الخلافة بعدي ثم بعده أبوك فقالت من أنبأك هذا قال نبأني العليم الخبير فأخبرت حفصة به عائشة من يومها ذلك وأخبرت ذلك عائشة أبا بكر فجاء أبو بكر إلى عمر فقال له إن عائشة أخبرتني عن حفصة بشئ ولا أثق بقولها فاسأل أنت حفصة فجاء عمر إلى حفصة فقال لها ما هذا الذي أخبرت عنك عائشة فأنكرت ذلك وقالت ما قلت لها من ذلك شيئا فقال لها عمر إن هذا حق فأخبرينا حتى نتقدم فيه فقالت نعم قد قال رسول الله فاجتمعوا أربعة على أن يسموا رسول الله (صلى الله عليه وآله) فنزل جبرئيل على رسول الله (صلى الله عليه وآله) بهذه

السورة قال وأظهره الله عليه يعني أظهره الله على ما أخبرت به وبما هموا به من قتله -

ترجمہ: نبی کریم ﷺ مختلف اوقات میں اپنی مختلف بیویوں کے گھروں میں جلوہ افروز ہو کر انہیں اپنی خدمت کا موقع فراہم کیا کرتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے جناب حفصہ کے گھر میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کا موقع دیا کیونکہ اس دن حفصہ کسی کام کے لئے گھر سے باہر گئی ہوئی تھی جناب حفصہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ نے ماریہ قبطیہ کے ساتھ میرے گھر میں کچھ وقت گزارا ہے وہ غضبناک ہو گئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے میرے وقت میں میرے گھر میں میرے بستر پر ماریہ قبطیہ کے ساتھ وقت کیوں گزارا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے حیا محسوس کرتے ہوئے اسے کہا خاموش ہو جا اور ایسے نازیبا کلمات نہ کہو میں نے ماریہ قبطیہ کو اپنے نفس پر ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا ہے اس کے بعد کبھی بھی میں اس کے ساتھ وقت نہیں گزاروں گا رسول اللہ ﷺ نے اس کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس سے کہا کہ میں تجھے ایک راز سے آگاہ کرتا ہوں خبردار اگر تو نے اس راز کو فاش کیا تو تجھ پر اللہ اور اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اس نے کہا کہ جی ہاں میں ایسا ہی کروں گی جیسا آپ کہہ رہے ہیں پھر اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا وہ کون سا راز ہے جسے آپ فاش کرنے سے منع فرمارہے ہیں تو آپ ﷺ نے اسے بتایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن جائیں گے اور اس کے بعد تیرا باپ عمر خلیفہ بن جائے گا تو اس نے پوچھا اے حضور آپ ﷺ کو یہ خبر کس نے دی ہے تو آپ ﷺ نے جواب میں کہا کہ مجھے یہ خبر میرے اللہ نے دی ہے پس اس دن ہی جناب حفصہ نے جناب عائشہ پر اس راز کو فاش کر دیا پھر جناب عائشہ نے ابو بکر پر اس ممنوعہ راز کو فاش کیا پھر ابو بکر اس ہی دن عمر کے پاس آیا اور کہا عائشہ نے مجھے حفصہ کے توسط سے کسی چیز کی خبر دی ہے مگر اس کی بات پر مجھے اعتماد نہیں آرہا تم خود

ہی اپنی بیٹی حفصہ سے معلوم کرو چنانچہ جناب عمر حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا وہ کیا خبر ہے؟ جو تو نے عائشہ کو دی ہے جناب حفصہ نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے کسی چیز کی کوئی خبر نہیں دی پھر عمر نے کہا اگر یہ خبر ایسی ہے تو ہم اس کے لیے کوئی اقدام کریں حفصہ نے کہا کہ بات ایسی ہے جس کی خبر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے پس ان چار لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دینے کا منصوبہ بنالیا۔

پس اللہ تعالی نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے قتل ہونے کے منصوبے سے آگاہ فرمادیا۔

تفسیر الصافی ج 8 ص 194 تالیف فیض احمد کا شانی متوفی 1091 مطبوعہ ایران۔

میں نے اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے تفسیر صافی کی مکمل اصل عبارت مع ترجمہ پیش کی ہے جسے قطع وبرید کے ساتھ عبارت کا ایک ٹکڑا (ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہ ابوک) پیش کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے تاکہ ان کے بزرگان کا زہر خورانی کا قصہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکے۔

اولا: یادرہے کہ منصب خلافت لطف الہی ہے جس کی تبلیغ اور نشر و اشاعت اجر و ثواب کا موجب بنتی ہے جیسا کہ کتب تاریخ و حدیث اور تفاسیر علی العلان کہہ رہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ آپ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت اور امامت کا اعلان کریں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ﴿ أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴾

ترجمہ: (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ سورہ مائدہ آیت 67

شیعہ سنی کتب تفسیر اور تاریخ میں مرقوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امر الٰہی کو بجالاتے ہوئے غدیر خم کے مقام پر کڑکتی ہوئی دھوپ میں اونٹوں کے پلانوں کا منبر بنا کر سوا لاکھ حاجیوں کے مجمع عام میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بازو بلند کر کے فرمایا(من كنت مولاه فعلى مولاه) جس کا میں مولا ہوں اس کا علی ؑ مولا ہیں اس خلافت وامامت الٰہی کے اعلان کے بعد اللہ تعالی نے اپنے حبیب مکرم کو تکمیل دین کی سند ان الفاظ میں عطا فرمائی: ﴿الْيَومَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وأَتْمَمْتُ عَلَيْكُم نِعْمَتِي ورَضِيتُ لَكُمُ الإسْلَامَ دِينًا﴾

ترجمہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ سورہ مائدہ آیت 3

ثانیاً: ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ کون سی خلافت وامامت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کے اظہار اور تبلیغ کرنے والے کو لعنتی قرار دیا ہے۔

ثالثاً: (ان ابابكر يلى الخلافة من بعدى ثم بعده ابوک) یہ خبر ہے نص نہیں ہے اور خبر ہر اچھی اور بری چیز کو متضمن ہوتی ہے یہ خبر اچھائی کو متضمن نہیں تھی اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس کی نشر و اشاعت سے منع فرمایا اور اس کے اظہار پر وعید اور لعنت کو سزاوار قرار دیا اگر یہ نص ہوتی تو ابو بکر کی خلافت پر اجماع قائم کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آتی کیونکہ نص کی موجودگی میں اجماع اور شوری کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، نص اجماع اور شوری پر مقدم ہوتی ہے اجماع وہاں پر قائم ہوتا ہے جہاں نص نہ پائی جاتی ہو اگر یہ نص ہوتی تو شیخین سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنی خلافت کے اثبات میں اسے ضرور پیش کرتے۔

رابعاً: اگر اس خبر کو لازم قرار دیا جائے تو امت مسلمہ ایک بہت بڑی مشکل میں پڑ سکتی ہے کیونکہ 12 خلفاء والی حدیث کے تناظر میں جمہور اہلسنت کے نزدیک چھٹا خلیفہ یزید ابن معاویہ ہے۔

امت مسلمہ کی اس سے بڑھ کر کیا مظلومیت ہو سکتی ہے کہ یزید جیسے فاسق فاجر اور درندہ نما انسان کو مسند رسول ﷺ کا وارث بنا کر اپنا امام اور رسول کا خلیفہ جانشین قرار دیتی ہے۔

مُلا علی قاری نے اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کے کلمات جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے جانشینوں کی تعداد کا ذکر کیا ہے اس میں چھٹا خلیفہ یزید ملعون کو لکھا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :عن جابر بن سمره قال:دخلت مع ابی علی النبی صلی الله علیہ تعالی وعلی آلہ وسلم سمعتہ یقول لا یزال امرالناس ماضیا ما ولیهم اثنا عشر رجلا کلهم من قریش وفی لفظ لایزال الامر عزیزا الی اثنا عشر خلیفة وکان الامر کما قال النبی صلی الله علیہ والہ وسلم فالاثنی عشر هم الخلفاء الراشدون الاربعہ ومعاویہ وابنہ یزید وعبد الملک بن مروان واولاده الاربعہ وبینهم عمر بن عبد العزیز ثم اخذ الامر فی الانحلال۔

ترجمہ: جابر بن سمرہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس وقت تک یہ دین مستحکم رہے گا جب تک 12 خلفاء کی خلافت قائم رہے گی اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

مُلا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے وہ 12 خلفاء مندرجہ ذیل ہیں ان میں پہلے چار خلفائے راشدین ہیں 1: ابو بکر 2: عمر 3: عثمان :4 علی 5: معاویہ بن ابوسفیان 6: یزید بن معاویہ 7: عبد الملک بن مروان 8 ولید بن عبد الملک 9: یزید بن عبد الملک 10 ہشام بن عبد الملک 11 سلیمان بن عبد الملک 12: عمر بن عبد العزیز۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب شرح مُلا علی القاری علی الفقہ الاکبر ص 70 للامام الاعظم ابی حنیفه النعمان بن ثابت الکوفی المتوفی 150ھ

کیا یزید ملعون بھی نصی خلیفہ ہو گا جبکہ اس ملعون کا فسق و فجور اظہر من الشمس ہے اور فاسق فاسق کا جانشین تو ہو سکتا ہے لیکن فاسق معصوم نبی ﷺ کا جانشین ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالی نے اس مقدس منصب کے متعلق قرآن میں فرمایا:﴿لَا يَنالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾

یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں پہنچ سکتا۔ سورہ بقرہ آیت 124

خامساً: بالفرض اگر ہم اس بات کے قائل بھی ہو جائیں کہ یہ خبر اچھائی کو متضمن ہے تو پھر بھی یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد اپنی تمام شروط کے ساتھ فقط فروع میں حجت ہوتی ہے نہ کہ اصول میں اور خلافت امامت کا تعلق اصول کے ساتھ ہے نہ کہ فروع کے ساتھ۔

سادساً: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے لفظ یلی کا فاعل کون ہے جب دقت سے دیکھا جائے تو لفظ یلی کا فاعل خود شیخین ہیں یعنی یہ خود بخود والی بن جائیں گے، اگر لفظ یلی کا فاعل اللہ یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا تو اس خلافت کی تبلیغ اور اعلان موجب لعن وعید قرار نہ پاتا۔

عبارت کچھ اس طرح سے ہے: یلی الخلافۃ من بعدی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ (ان ابابکر وعمر یلی الخلیفتی من بعدی)

ترجمہ: ابو بکر و عمر میرے بعد میرے خلیفہ ہیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت اور امامت کا اعلان کچھ اس انداز سے کیا اور مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مخاطب کر کے متعدد مقامات فرمایا: یا علی انت اخی ووصی وخلیفتی من بعدی۔

اے علی آپ میرے بھائی میرے وصی اور میرے بعد میرے جانشین ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اے علی علیہ السلام آپ کو مجھ سے وہی منزلت اور نسبت حاصل ہے جو جناب ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی مگر میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

حدیث مع السند ملاحظہ فرمائیں: ثنا محمد بن المثنی ، حدثنا یحب بن حماد ، عن أبي عوانة ، عن يحيى ابن سليم أبي بلج عن عمرو بن ميمون ، عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) لعلي : أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنك لست نبيا وأنت خليفتي في كل مؤمن من بعدي۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے

مخاطب ہوئے فرمایا یا علی تجھے مجھ سے وہی مقام و منزلت حاصل ہے جو جناب ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر آپ نبی نہیں ہیں آپ میرے بعد میرے جانشین ہیں ہر مومن کی گردن پر آپ کی بیعت لازم ہے۔

محقق اس حدیث کی سند کے متعلق کہتا (اسنادہ حسن) اس کی سند حسن ہے۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: السنہ ج 1 ص 551 ذکر خلافۃ علی علیہ السلام للامام ابی بکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم متوفی 287ھ حققہ وخرج احادیثہ باسم بن فیصل الجوابرہ۔

سابعاً: کسی چیز کے واقع ہونے کی خبر دینا اور بات ہے اور اس چیز کے وقوع پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرنا اور بات ہے یہ لازم نہیں ہے کہ انسان جس چیز کے واقع ہونے کی خبر دے رہا ہو اس پر خود راضی اور مطمئن بھی ہو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد ایسے امام بن جائیں گے جو شکل و صورت کے لحاظ سے تو انسان ہوں گے مگر ان کے دلوں پر شیطان کی حکومت ہو گی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حذیفہ بن یمان سے فرمایا۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں: قَالَ: (يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ

ترجمہ: حذیفہ بن یمان بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایسے امام بن جائیں گے جو میری سنت کے خلاف عمل کریں گے ایسے لوگوں کی شکل انسانی ہو گی مگر ان کے دل شیطانی ہوں گے۔

اہل سنت کی معتبر کتاب: صحیح مسلم ج 3ص 1476 حدیث 1847 كتاب الامارة
المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (متولد 206- متوفى 261هـ المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي [متوفى 1388 هـ

میں نے اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضال و مضل پیشواؤں کی خبر دی ہے نہ کہ ان کی امامت وخلافت کا

اعلان کیا بلکہ ایسی خلافت کو ناپسند فرمایا ہے۔

(ان ابابکر یلی الخلافة من بعدی ثم بعده ابوک) یہ روایت کا ٹکڑا بھی اسی قبیل کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے نہ کہ شیخین کی امامت و خلافت کے اثبات پر دلالت کرتا ہے، کیا یہ مشہور ضرب المثل ہے جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں۔

اعتراض : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جس نے مجھ سے شادی کی اور یا جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

جواب: یہ روایت درایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے اور غیر معتبر روایت سے استدلال کرنا کسی فرقے کے نزدیک بھی درست نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں بعض بیویوں کو طلاق دے کر انھیں اپنی حیات طیبہ سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا تھا اور بعض مرتد بھی ہو گئیں تھیں ان میں سے قتیلہ بنت قیس معدیکرب ہے یہ اشعث بن قیس بن فلاں کی بہن تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ اسلام سے مرتدہ ہو گئی تھی۔

اہلسنت حضرات کی معتبر کتاب: مترجم تاریخ طبری ج 2 ص 399 باب دیگر نکاح تصنیف علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری

وہ دوسری بیوی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی تھی وہ عالیہ بنت ظبیان بن عمرو کلابی ہے اور تیسری بیوی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی تھی وہ ضباعہ بنت عامر قیسیہ ہے پھر اس نے ہشام بن مغیرہ کے ساتھ شادی کر لی ہمارا معترض صاحب سے سوال یہ ہے کہ جن ازواج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے کر اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے دور کیا تھا، کیا ان کو بھی جنت کا حقدار ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ ماھو جوابکم؟

کیا مطلقہ اور مرتدۃ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کو بھی اس وقتی رشتہ کی وجہ سے فیض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچ سکتا ہے؟ جبکہ تاریخ کی رو سے ان کے رشتہ داروں کی کوئی بھی خدمت اسلام

ثابت نہیں، اور دوسرا معترض کا یہ دعوی ہے کہ جس شخص کو دامادی رسول ﷺ کا شرف حاصل ہو اس کا ٹھکانہ جنت ہے یہ عقلا درست نہیں ہے کیونکہ معترض صاحب کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہونی چاہیے کہ ان کے نزدیک ان کے عقیدے کے مطابق زینب بنت نبی ﷺ ی کی شادی ابو والعاص بن ربیع کے ساتھ اس کے زمانہ کفر میں ہوئی تھی اور نبی ﷺ کی دوسری اور تیسری بیٹی رقیہ اور ام کلثوم کی شادی ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوئی تھی رقیہ کی شادی عتبہ بن ابولہب کے ساتھ اور ام کلثوم کی شادی عتیبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوئی کیا ان کافر مشرک شخصوں کو بھی دامادی رسول ﷺ کا شرف فائدہ دے گا؟ ہر عقل سلیم رکھنے والا انسان اس کا جواب نفی میں دے گا۔

سورہ نور کی آیت 26 کی توضیح

سورہ نور کی آیت 26 کا ترجمہ عام طور پر جن الفاظ میں کیا جاتا ہے وہ موزوں نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ خبیث عورتوں کو خبیث مردوں کی زوجیت حاصل ہوتی ہے اور خبیث مردوں کے لئے خبیث عورتیں ہوتی ہیں اور پاکیزہ عورتوں کے لئے پاکیزہ مرد ہوتے ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہوتی ہیں۔

توضیح: علامہ السید ذیشان حیدر جوادی ؒ قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھتے ہیں بظاہر یہ ایک قانون عام ہے کہ خبیث چیزوں کا تعلق خبیث افراد سے ہوتا ہے اور پاکیزہ باتوں کا تعلق پاکیزہ افراد سے ہوتا ہے لہذا اگر کوئی تہمت زنا جیسی خبیث بات کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باطنی طور پر خود بھی خبیث ہے ورنہ اس سے اس طرح کی بات کا صدور نہ ہوتا اس مسئلہ کا تعلق عورت اور مرد کے رشتے سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عقائد، اعمال، خیالات، تصورات افراد سے ہے چاہے وہ افراد مرد ہوں یا عورتیں ہوں بعض مفسرین اس آیت کریمہ کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کرتے ہیں کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں

کے لیے ہیں علامہ سید ذیشان حیدر جوادی ؒ فرماتے ہیں اس ترجمے کے ذریعے سے اچھے افراد سے زوجیت کو دلیل طیب قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ صریح قرآن کے خلاف ہے زوجہ جناب نوح علیہ السلام اور زوجہ جناب لوط علیہ السلام خبیثات تھیں اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون طیبہ تھیں مگر ان کا شوہر ان کے بلکل برعکس تھا۔

اب میں اپنے محترم قارئین کرام کے سامنے اس آیت کریمہ کا وہ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں جو علامہ سید ذیشان حیدر جوادی ؒ نے کیا ہے۔

آیت مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

ترجمہ: خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں اور خبیث افراد خبیث باتوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ باتیں پاکیزہ لوگوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ افراد پاکیزہ باتوں کے لیے ہیں یہ پاکیزہ لوگ خبیث لوگوں کے اتہامات سے پاک وپاکیزہ ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔

سورہ نور آیت 26 ترجمہ القرآن: السید ذیشان حیدر جوادی ؒ

اہلسنت مفسرین نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ اور مفہوم بھی کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں: اختلف أهل التأويل في تأويل ذلك، فقال بعضهم: معناه الخبيثات من القول للخبيثين من الرجال، والخبيثون من الرجال للخبيثات من القول، والطيبات من القول للطيبين من الناس، والطيبون من الناس للطيبات من القول.ذكر من قال ذلك:حدثني محمد بن سعد، قال: ثني أبي، قال: ثني عمي، قال: ثني أبي، عن أبيه، عن ابن عباس، قوله: (الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ) يقول: الخبيثات من القول للخبيثين من الرجال، والخبيثون من الرجال للخبيثات من القول. وقوله: (وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ) يقول: الطيبات من القول للطيبين من الرجال، والطيبون من الرجال للطيبات من القول.نـــزلت في الذين قالوا

في زوجة النبيّ صلى الله عليه وسلم ما قالوا من البهتان، ويقال: الخبيثات للخبيثين: الأعمال الخبيثة تكون للخبيثين: والطيبات من الأعمال تكون للطيبين.حدثنا ابن بشار، قال: ثنا عبد الرحمن،قال: ثنا سفيان، عن عثمان بن الأسود، عن مجاهد، الخبيثات من الكلام للخبيثين من الناس، والطيبات من الكلام للطيبين من الناس۔

ترجمہ: مفسرین کے درمیان اس آیت کریمہ کا معنی اور مفہوم مختلف فیہ ہے بعض نے کہا ہے اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے بری عورتوں کے لئے بری گفتگو اور بری گفتگو کے لئے بری عورتیں ہیں اور نیک عورتوں کیلئے پاکیزہ گفتگو اور پاکیزہ گفتگو کیلئے نیک عورتیں ہیں برے مردوں کے لئے بری گفتگو اور بری گفتگو کے لئے برے مرد ہیں یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جنہوں نے زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زنا کی تہمت لگائی تھی اور جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح سے منقول ہے برے لوگوں کے لئے بری گفتگو اور نیک لوگوں کے لئے پاکیزہ گفتگو ہے کہا گیا ہے برے افعال برے لوگوں کیلئے اور نیک افعال نیک لوگوں کے لئے ہیں مجاہد بیان کرتے ہیں برے لوگوں کے لئے بری گفتگو اور نیک لوگوں کے لیے پاکیزہ گفتگو اور اس کے علاوہ دیگر مفسرین نے بھی اس آیت کریمہ کی تفسیر اور تشریح کچھ اس طرح سے کی ہے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکمل عبارت کو پیش نہیں کیا گیا۔

اہل سنت حضرات کی معتبر کتاب جامع البيان عن تأويل آي القرآن) ج 19 ص 141-145
سوره نور ایت 26
المؤلف: أبو جعفر محمد بن جرير الطبري (متولد 224- متوفی 310ھ
تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي
تمت بالخير

والسلام على من اتبع الهدى /طہ آیت47